

عالیٰ مجلس حفظ ختم نبودہ کا تجھان

اخلاق اخطا
اور ہماری
قداداری

حُدْنِبُوَّةٌ

INTERNATIONAL KHAM-E-NUBUWWAT KARACHI
URDU WEEKLY PAKISTAN

شمارہ ۳۸

۱۵ نومبر ۲۰۱۸ء مطابق ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ

جلد: ۳۷

بُو بُردہ ملکِ صور جاں میں نہ کرنے کا کام

آئی مسیح کیس
کا سماجی تناظر

کعاون اور
ضداداری

اچھائی کا ملکی کاروبار



باقی قادریانیوں کی کمپنی میں کسی بھی مسلمان کو ملازمت کرنا جائز نہیں۔

”قال الملاعلی القاری فی شرح الفقه الاکبر: وفی الفتاوی الصغری: من تقلنس بقلنسوة المجبوس أی لیسها وتشبه بهم فیها او خاط خرقۃ صفراء علی العائق ای وہو من شعارہم، او شد فی الوسط خیطاً کفر اذا کان مشابهاً بخیطہم او ربظہم او سماہ زنا رأ.....الخ۔“

(شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریح و مکنیا ص: ۱۸۵ اطیع تدبیری)

وراثتی مکان کی تقسیم

س:..... میرے سر کا مکان ایک کروڑ ۱۳ لاکھ میں فروخت ہوا، اس کے علاوہ قادریانی ہونے پر کسی قسم کا زبانی یا تحریری قول و قرار نہیں ہوا تو میرے شوہر کی چھ کمپنی اور ایک بھائی ہے۔ میں شرعی حساب سے آپ سے امید ہے کہ یہ شخص کافر نہیں، مسلمان ہے لیکن اس کا یہ فضل غلط اور گناہ ہے۔ پوچھنا چاہتی ہوں کہ میری ہر ایک نند کا حصہ اور دونوں بھائیوں کا حصہ کتنا اس سے توبہ و استغفار لازم ہے اور کمپنی میں اپنے مسلمان ہونے کی بنتا ہے؟ اس مکان کی پاؤ آف اثاری میرے شوہر کے نام ہے۔

وضاحت کرنا بھی ضروری ہے اور احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی

ج:..... بصورت مولہ آپ کے سر مر جوم کا گل ترکہ دس حصوں کر لے تو بہتر ہے۔ ایسی صورت میں اس کی نوکری اگر یہ اس کا اہل ہے تو میں تقسیم کیا جائے۔ جن میں سے دو حصے مر جوم کے ہر ایک بینے کو میں گے حال ہو گی اور اگر یہ کمپنی یہ قادریانیوں کی ہے اور یہ شخص نوکری کے حصول اور ایک حصہ ہر ایک بینے کو ملے گا۔ اگر مر جوم کا گل ترکہ مذکورہ رقم یعنی ایک کروڑ چودہ لاکھ روپے ہے جیسا کہ سوال میں درج ہے تو اس صورت میں اسے دائرہ ایمان سے خارج کر دے گا، جب تک کہ وہ توبہ و استغفار کر کے ہر ایک بینے کا حصہ باعثیں لاکھ اسی ہزار روپے اور ہر ایک بینے کا حصہ گیا رہے اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید نہ کرے، اسے مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔ لاکھ چالیس ہزار روپے بنے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

صرف نوکری کے لئے قادریانیوں کی خاص انگوٹھی پہننا

س:..... ایک شخص کسی جگہ انٹرو یو دینے گیا، وہاں انٹرو یو لینے والا شخص قادریانی تھا۔ اسی لئے اس شخص نے صرف نوکری حاصل کرنے کے لئے قادریانیوں کی خاص انگوٹھی پہن لی تاکہ وہ بندہ اس کو قادریانی سمجھ کر نوکری دے دے اور اسے وہ نوکری مل گئی۔ کیا وہ نوکری حاصل کرنے والا شخص مسلمان رہا یا نہیں؟ اور کیا وہ نوکری حلال ہو گی یا حرام؟

ج:..... صورت مولہ میں اگر مذکورہ شخص کسی ایسی کمپنی میں انٹرو یو کے لئے گیا جو کہ مسلمانوں کی ہے اور یہ اس نوکری کا اہل بھی ہے، صرف انٹرو یو لینے والے قادریانی کے شر سے بچنے کے لئے یہ حیلہ اختیار کیا ہے۔

اس سے توبہ و استغفار لازم ہے اور کمپنی میں اپنے مسلمان ہونے کی بنتا ہے؟ اس مکان کی پاؤ آف اثاری میرے شوہر کے نام ہے۔

ج:..... بصورت مولہ آپ کے سر مر جوم کا گل ترکہ دس حصوں کر لے تو بہتر ہے۔ ایسی صورت میں اس کی نوکری اگر یہ اس کا اہل ہے تو میں تقسیم کیا جائے۔ جن میں سے دو حصے مر جوم کے ہر ایک بینے کو میں گے حال ہو گی اور اگر یہ کمپنی یہ قادریانیوں کی ہے اور یہ شخص نوکری کے حصول اور ایک حصہ ہر ایک بینے کو ملے گا۔ اگر مر جوم کا گل ترکہ مذکورہ رقم یعنی ایک کروڑ چودہ لاکھ روپے ہے جیسا کہ سوال میں درج ہے تو اس صورت میں اسے دائرہ ایمان سے خارج کر دے گا، جب تک کہ وہ توبہ و استغفار کر کے ہر ایک بینے کا حصہ باعثیں لاکھ اسی ہزار روپے اور ہر ایک بینے کا حصہ گیا رہے اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید نہ کرے، اسے مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت

حدیث قدسی ۱: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: میں نے اپنے رب سے اپنے اصحاب کے بامی اختلاف کے متعلق سوال کیا تو مجھ پر وحی کی گئی۔ اے مجا تمہارے اصحاب میرے نزدیک آسان کے تاروں کی مانند ہیں کہ بعض بخش سے زیادہ نورانی ہیں مگر نور سب میں ہے، پس جس شخص نے ان کے اختلاف میں سے کہ جس پر وہ ہوں، لے لیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور ہوں، بلکہ میں نے وہاں سکونت اختیار کر لی ہے اور آپ کے ساتھ ہج فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب تاروں کی مانند لوگوں نے ہجرت کی ہے کہ وہاں سے ان کی قرابت اور رشتہ داری ہے ہیں، ان میں سے تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت حاصل کرو گے۔ اور اسی بنا پر ان کے بچے اور بیویاں اور ان کے ماں بکھر میں حفظ ہیں اور (زدین) ہدایت اور راہ پانے کے لئے تاروں کی بہترین مثال ہے۔ چونکہ کہ والوں سے میرے نب کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس لئے میں حدیث قدسی ۲: حضرت علی کرم اللہ و جہاد الشافر میں کہ نے خیال کیا کہ والوں پر کچھ احسان کروں تاکہ اس احسان کی وجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور سے وہ میرے الی و جیاں اور میرے مال کو کوشش دوسرے بھاجوں کے مقدار ایک خاص واقعہ کے سلسلے میں ایک خط کی تلاش میں بھیجا تھا۔ محفوظ رکھیں میں نے یہ تجزی کسی کفر والہ اور دشمن بنا پر نہیں کی تھی۔

احادیث
قدسیہ



سخنان الهمد حضرت
مثلاً أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ دَهْلَوِيٌّ

پڑھتے ہوئے نمازی اس کی دعا پر آمین کہے تو اس کی نمازوٹ جاتی ہے، (۶)... دوران نماز کوئی خوشی کی خبر نہیں اس پر جواب کے ارادے سے الحمد للہ! کہا کوئی بُری خبر نہیں اور جواب کے ارادے سے اناللہ واتا الی راجعون پڑھایا کوئی تجھ بھری خبر نہیں اور جواب کے ارادے سے سبحان اللہ! کہا تو اس نمازی کی نمازوٹ جائے گی، (۷)... دوران نماز کوئی تکلیف ہوئی یا کوئی رنج پہنچا اور نمازی آواز سے زوپڑا آیا ہیں نکالیں یا اُف کہا تو اس کی نمازوٹ جائے گی، (۸)... نماز کی حالت میں کسی آدمی کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا چاہے وہ قرآن کریم کی کسی آیت کے پڑھنے سے ہی کیوں نہ نمازوٹ جاتی ہے، (۹)... نماز پڑھتے ہوئے اگر قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہو تو نمازوٹ جاتی ہے، اپنے امام کے علاوہ کوئی اور اپنی نماز میں قرآن پڑھ رہا ہو یا نماز کے بغیر تلاوت کر رہا ہو اور وہ پڑھتے ہوئے کوئی غلطی کرے اور یہ نماز کی حالت میں غلطی کو درست کرائے تو اس کی نمازوٹ جائے گی، (۱۰)... نماز کی حالت میں قرآن پڑھتے ہوئے خود کوئی سخت غلطی کرے جس سے معنی میں تبدلی آری ہو تو نمازوٹ جاتی ہے۔

مفردات نماز

س: کیا شریعت نے ایسی باتوں کی نشاندہی فرمائی ہے، جن کے دوران نماز ادا کرنے سے نمازوٹ جاتی ہے؟

ج: جی ہاں! شریعت نے جن باتوں کی طرف را اہمائی فرمائی ہے اور دوران نمازان کے کرنے سے نمازوں کو مدد کرنے سے نمازوں کے کچھ تاثرات اور جانشینی کے درجے پر احتساب کیا جاتا ہے، اس کی تفصیلات درج ذیل ہیں: (۱) ... نمازوں میں بات چیت کرنا یا کوئی ایسی بات کہنا جو نمازوں کا حصہ ہے، اسی ایسا جان بوجھ کر کرے یا بھول کر تھوڑا سا کرے یا زیادہ ہر صورت میں نمازوں کو مدد کرنے سے نمازوں پر منع ہے، (۲) ... نمازوں پر منع ہے کسی کو سلام کرنا، چاہے بھول کر ہو یا جان بوجھ کر، ہوئے سلام کرنے والے کو اس کے سلام کا جواب دینا، (۳) ... سلام کرنے والے کو اس کے سلام کا جواب دینا،

(۴) ... کسی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ! کہا اور نمازی نے دوسران نماز اس چھینکنے والے کو جواب دیا تو اس جواب دینے سے جو کہ شریعت نے پریحک اللہ کے الفاظ سے بتایا ہے اس نمازی کی نماز نوث حائی گی، (۵) ... کوئی آدمی دعا مانگ رہا ہو اور نماز



حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

محمدا عیاز مصطفی

اداریہ

موجودہ ملکی صورت حال میں کرنے کا کام!

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

الله تبارک و تعالیٰ نے ہمارے اکابر کو وہ فرست، تدریب، دور اندریشی، معاملہ نہیں، بہت، جرأت، استقلال اور استقامت عطا فرمائی تھی کہ ان کی نظیر ملادنیا میں ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ انہوں نے اپنی مستقل مزاگی، برداشت، صبر، تحمل، تقویٰ، اخلاص اور للہیت کی بنابری ظاہر فرو واحد ہونے کے باوجود طوفانوں اور ہواؤں کے زخ کو مورا ہے، لیکن کبھی ہواؤں اور طوفانوں کے جھکڑا اور یلغار میں بے نہیں۔ اس طائفہ منصورہ میں سے ایک ایک فرد نے وہ وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو ایک جماعت یا ادارہ نہیں، بلکہ ایک ریاست تمام وسائل اور تمام مشینی بھی جو یونیک دے تو وہ کامیابیاں اور قدرتی بھی حاصل نہ کر سکے۔

یوں لگتا ہے کہ ہمارے اکابر کی بصیرت اور خداداد فرست کی بنابری پورا منظر نامہ ان کے سامنے تھا، جس میں مستقبل کے تمام مناظران کے سامنے آ رہے ہیں اور وہ اُسے دیکھ دیکھ کر پوری انسانیت کو عموماً اور اُمرت مسلم کو خصوصاً ان خطرات سے آگاہ اور اس کے بچاؤ کی تدبیریں تلاش رہے ہیں اور یہ بھی تجھے ہے کہ انسانیت نے جب بھی ان کی باتوں پر اعتماد کیا، ان خطرات سے بچنے کے لئے ان کو راجحہ بنا لیا اور ان کی اقدامات میں چلے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے صرف ان خطرات اور حوادث سے انہیں بچایا، بلکہ کامیابیاں بھی ان کا مقدر ہیں اور جب جب انسانیت اور اُمرت مسلم نے ان کی باتوں پر کان نہیں دھرے تو اس وقت نہ صرف انہیں ناکامیاں ہوئیں، بلکہ اپناؤ جو دربر قرار رکھنا بھی ان کے لئے مشکل بنا دیا گیا۔

دور جانے کی ضرورت نہیں، صرف بر صیر پاک و ہند کی تقسیم سے پہلے یہاں کے بادشاہوں، حکمرانوں اور شاہزادوں کی عیاشیوں اور خرمیشوں کی بنابری اگر یہ عیار نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعہ پورا ملک ان سے چھین لیا تھا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ اس نے یہ اعلان کر دیا: ”خلافت خدا کی، سلطنت بادشاہ کی اور حکم ایسٹ انڈیا کمپنی کا۔“ لیکن آگے چل کر ان کے اطاعت گزار بادشاہوں کو صرف جلاوطن ہی نہیں کیا گیا، بلکہ ان کی گردتوں کو بھی اڑا دیا گیا، یہ نتیجہ تھا ان کی غلامی قبول کرنے کا اور زمینی حقائق نہ دیکھنے کا۔

یہ حق اور حق ہے کہ ایک عام آدمی غلطی کرے تو اس کا خیاڑہ اور بھگستان صرف اسی فرو واحد پر آتا ہے اور اگر کوئی حاکم یا عالم غلطی کرے تو اس کا نقصان اور تاو ان صرف اسی کو نہیں، بلکہ پوری قوم کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ عیاشیاں، بدمعاشیاں اور غلامی کی بددادا کیں تو صرف حکمرانوں کی تھیں، لیکن غلامی کا طوق پوری قوم کے گلے میں آپڑا، اب اس غلامی سے اسے کون نکالے؟ کوئی زمین دار، حکیکیدار، جاگیر دار، کوئی وڈیرا، یا مل آنزا اور کوئی انگستان کی درس گاہوں سے سبق لے کر آنے والا آگے نہیں آ رہا، آگے آ رہا ہے تو ایک درویش، چٹائی پر بیٹھنے والا، قرآن و سنت کا علم رکھنے والا جسے دنیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رض کے نام سے جانتی اور مانتی ہے۔ آپ نے فتویٰ دیا: ”ہندوستان دارالحرب ہے، اگر یہ کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے، اپنے ملک کو ان سے آزاد کرنے کے لئے جہاد کرنا فرض ہے۔“

آج اگر ہندوستان اور پاکستان آزاد ہیں تو ان کی آزادی میں بنیادی پتھر یہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بیسیہ کا فتویٰ ہے۔ اس فتویٰ کی برکت تھی کہ ان کے مریدین اور مجاہدین نے جن کی قیادت سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کر رہے تھے، ملک کے طول و عرض کا سفر طرک کے اس فتویٰ پر عمل درآمد کرتے ہوئے اپنے ملک کو آزاد کرنے کے لئے بالا کوٹ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

بظاہر یہ قابلہ بکھر گیا، لیکن ان کی شہادت اور خون کی برکت نے پورے ملک میں آزادی کی الہر دوزادی، پھر انہیں کے خوش بھیں اور شاگرد ۱۸۵۷ء میں آزادی وطن کے لئے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بیسیہ کی قیادت میں انگریز سے برس پکار ہوئے۔ انہیں تھاریک کی برکات ہیں کہ آج صرف بر صیری ہی نہیں، بلکہ بر طائیہ جس کی سلطنت سے سورج غروب نہیں ہوتا تھا، آج وہ تمام ممالک اس سے آزاد ہو چکے ہیں اور بر طائیہ سمت کرایک جزیرہ تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر غور کریں تو نظر آئے گا کہ ہمارے اکابر کی حکمت علمیوں کی بدولت انگریز کو بر صیرے سے ذم دبا کر بجا گناہ پڑا، ورنہ دوسرے قسم کے تمام لوگ تو ان کے حاشیہ بردار، کاسہ لیس، اور خوشابدی ہیں چکے تھے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہمارے اکابر نے اپنا ریاستی میدان کی طرف موزا، کیونکہ انگریز نے شرقی تعلیم اور مشرقي تہذیب سمیت سب کچھ تہذیب والا کر دیا تھا، آج مسلمانوں میں جو گروہی، عصی، علاقائی، لسانی، صوبائی اور فرقہ وارانے تصادم موجود ہے، ان سب کی جنم ریزی انگریز ہی نے کی تھی، پورے ہندوستان کو یہ سماں میں دھکیلنے کے لئے اپنے یہاں مبلغ مردوزن پورے ملک میں پھیلا دیئے۔ مسلمانوں کو تلقیم کرنے کے لئے قاریانیت کا پودا کاشت کیا گیا، جو آج تک ان کی نمک حلائی اور مسلمانوں کی نمک حراثی کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو دین و ایمان سے دور کرنے کے لئے ان کا علمی و رشتبہ کر دیا اور ان کو اپنی دینی تعلیمات سے نا آشنا کرنے کے لئے لارڈ میکالے کا نصاب اور انگریزی کو ان پر مسلط کیا، آج اسی کی خوست ہے کہ اس نصاب کا خواہد، اور ان کی زبان میں تعلیم پانے والا آج انہیں کے گن گاتا ہے، اپنی مذہبی تعلیم کو سمجھتا ہے، نہیں اپنی مشرقی اور اسلامی تہذیب اور آزادی کو سمجھتا ہے، بس وہ انگریز اور مغرب کی غالی پر قناعت کے ہوئے، اپنی گردن میں ان کی ذاتی غالی کا طوق ڈالے ہوئے فرحاں و شاداں اور اس کو اپنی کل کائنات سمجھے ہوئے ہے۔ علام اقبال نے حق کہا تھا کہ: ”تعلیم سے تہذیب بدلتی ہے اور تہذیب کے بدلت جانے سے مذہب بدلت جاتا ہے۔“ آج اس کے نتائج بُدھانے آرہے ہیں۔ ہم انگریزی کے مقابلہ نہیں، علم، علم ہوتا ہے، چاہے وہ کسی زبان میں ہو، لیکن اس کے پردے اور آڑ میں جو کچھ نوجوان نسل کے ذہنوں میں اٹھایا جا رہا ہے، کوئی ذمی ہوش اور عقل مند آدمی اس کو گوارانہیں کر سکتا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ گویا ان تمام حالات و واقعات کو کھلی آنکھوں مشاہدہ کر رہے تھے، انہوں نے اس کے تدارک کے لئے ایک مدرسہ کا قیام کیا جس کو دنیا آج وار العلوم دیوبند کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ اسی ادارہ اور مدرسہ کا انقلاب ہے کہ آج صرف بر صیری ہی نہیں، بلکہ دنیا کے بہت سے ممالک میں بننے والے مسلمانوں کا وجود اسی ادارہ کا مرہون منت اور فیضان نظر آتا ہے، اور یہ حقیقت ہے آپ تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کر کے سوچیں اور غور کریں، تو یہ بات آپ کو سورج کی روشنی سے زیادہ واضح اور کھلی ہوئی نظر آئے گی کہ آج کسی اسکول، کسی کالج اور کسی یونیورسٹی میں دین اسلام کی تعلیمات، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دوسرے اسلامی احکامات نہ پڑھائے جاتے ہیں اور نہ ہی سکھائے جاتے ہیں۔ اگر آج یہ مدارس، مساجد، خانقاہیں، دینی ادارے اور تبلیغ کے نام سے چلت پھرت نہ ہوتی تو دین اسلام کا وجود تو بہت پہلے اس خطہ سے ختم ہو گیا ہوتا، آج کوئی کلمہ اور نماز پڑھنے والا نہ ہوتا، جیسا کہ بہت سے ممالک اس پر شاہد ہیں کہ جہاں دینی مدارس نہ رہے، علماء نہ رہے، دین کی بات کرنے والے نہ رہے، آج وہاں کے مسلمان لا دین اور ارتداد کا شکار ہو چکے ہیں۔

اسی دارالعلوم کا فیض ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بیسیہ کے شاگرد شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی بیسیہ بیٹھے ہندوستان اور دیوبند میں ہیں، لیکن ہندوستان کو آزادی دلانے کے لئے اپنے ایک شاگرد مولانا عبد اللہ سندھی کی تخلیل افغانستان کے لئے کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں تحریک بریشمی رومال برپا ہوتی ہے، جسے دیکھ کر انگریز پشیاں ہوا اور حضرت کو قید و بند کی صورت میں انھائی پڑیں۔ اس کے علاوہ کلی اور شاگردوں کی بھی مختلف جماعت کی طرف تکشیلیں فرمائیں۔

دارالعلوم دیوبند کے ایک فاضل جنہیں آج دنیا حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی بیسیہ کے نام سے جانتی ہے، جنہوں نے قرآن کی تفسیر، احادیث

کی شروحتات، فتحی مسائل اور تصوف کی تجدید سیست ایک مسلمان کی دینی اور دینی ضروریات کے جتنے مسائل اور ضروریات پیش آسکتی ہیں، سب کی راہنمائی فرمائی، ایک ہزار سے زائد کتب کا علمی ذخیرہ چھوڑا، حتیٰ کہ تحریک پاکستان میں بھی آپ نے خود بھی شرکت فرمائی اور اپنے شاگردوں بھی کو اس کے لئے تیار کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدینی قدس سرہ نے اپنے شیخ درباری حضرت شیخ الہند ہمایہ کی فکر کو پانٹا تھے ہوئے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کو آگے بڑھایا اور آپ ہی کے دور میں انگریز ہندوستان چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ اس ادارہ کا فیض تھا کہ حضرت علام انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے پوری زندگی درس و تدریس میں گزار دی اور انگریز کے خود کاشت پودا قادیانیت کو نیمت و نابود کرنے کے لئے شاگردوں کی ایک کمپ سیست بذات خود حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہمایہ کے ہاتھ پر نہ صرف بیعت کی، بلکہ ان کو امیر شریعت کا لقب بھی دیا، پھر حضرت شاہ صاحبؒ نے زندگی بھرا پنے بیانات کے ذریعہ قادریانیت کو چاروں شانے پر کیا اور آپ کے شاگردوں نے تحریری اور عملی میدان میں اتنا علمی ذخیرہ اور واضح راست متعین کر دیا کہ آج ہر جت سے قادریانیت کے خلاف کام کرنے کے لئے علمی مواد اور وسائل عملی میدان موجود ہے۔

حضرت انور شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی مجلس بیعت میں پانچویں نمبر پر حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی بیعت کرنے والے حدث ا忽صر حضرت علام محمد یوسف بنوری قدس سرہ ہیں اور آگے چل کر آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پانچویں امیر مقরر ہوئے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جہاں تو میں اصلیٰ کے اندر حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا غوث ہزاروی اور آپ حضرات کے ذمہ سے رفقاء قادریانیت کے خلاف مقدمہ لڑ رہے تھے، تو باہر محدث ا忽صر حضرت علام سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے چالائی گئی تحریک میں تمام ممالک کے علمائے کرام اور عوام الناس کی قیادت و سیادت کر رہے تھے اور آپ ہی کی امارت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قادریانیت کے خلاف مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی تھی۔

ای طرح اسی دارالعلوم دیوبند کا ایک فیض یافتہ بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس قدس سرہ جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے القاء کیا کہ مسلمانوں کی عمومی دینی حالت جو کمزور ہو چکی ہے، اسے پھر سے پروان چڑھایا جائے، کیونکہ اس وقت ایے مسلمان بھی تھے جو مردم شماری اور اپنے نام کے اعتبار سے مسلمان کہلاتے تھے، لیکن انہیں کلمہ تک نہیں آتا تھا، نماز پڑھنا نہیں آتی تھی، یادہ نماز، روزہ وغیرہ سے دور تھے۔ ایک ایک بستی، ایک ایک قریبی اور ایک ایک گاؤں تک گئے اور اصول ایسا بنا یا کہ اللہ کے راستے میں سرروزہ، چلہ، چار مہینے اور سال کے لئے اپنامال، اپنی جان اور اپنا وقت اس میں گئے، جب اس کے اثرات دوسروں پر پڑیں گے۔ ایک بستی سے چلنے والا یہ کام آج تقریباً پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ اس تبلیغ کی چلت پھرت اور اس چلتے پھرتے مدرسے سے ہزاروں نہیں لاکھوں فیض یا بہوچکے ہیں اور اصول یہ بنا یا کہ بلا قفریت مسلک و شرب ہر ایک جو کلمہ پڑھنے والا ہے اس تک یہ دعوت پہنچ جائے۔ اور الحمد للہ! تبلیغ میں لگنے والے ہر بھائی کی بھی محنت اور کوشش ہے کہ ہم نے پوری دنیا کے لئے فکر کرنی ہے کہ ہر انسان جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والا بن جائے۔

موجودہ ملکی صورت حال میں کرنے کا کام یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرد، افراد، جماعت اور پوری قوم کو آج اللہ تعالیٰ پر توکل، ہزوں پر اعتماد اور ان کے ہتائے ہوئے ثقہ اور راستہ پر استقامت اور استقلال کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے محتدا و متفق ہونا چاہئے۔ خصوصاً علمائے کرام کو بلا قفریت مسلک و مذہب اور اپنی اپنی جماعتوں کی نمائندگی اور قیادت کرتے ہوئے سیاست کے میدان میں موجود اپنی قیادت اور سیادت پر بھر پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑا ہونا چاہئے، اس سے ان شاء اللہ! ہم ملک، قوم، مساجد، مدارس، خانقاہوں، دینی اداروں اور ملک کی جغرافیائی اور انتظامی سرحدات کا تحفظ اور گمراہی کر سکیں گے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج بھی ہماری دینی و سیاسی قیادت دور اندیش، مدبر اور آنے والے حالات کا مکمل اور اک اور ان حالات سے نبرداز ماہونے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے، بس ضرورت اس کی ہے کہ ہم اپنی عقوبوں میں اتحاد پیدا کریں اور اپنی قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے اغیار کی چالوں اور سازشوں کو سمجھنے کی کوشش کریں، ورش ملک دشمن تو تھی اور ان کے آل کارہمیں بزرگان و دکھار اور اپنی عمارت چالوں میں پھنسا کر ہمارے ملک، ہماری قوم، ہماری سرحدات، دینی تعلیمات اور مشرقي و اسلامی تہذیب سب کچھ نیمت و نابود کر دیں گے اور ہمیں پہنچنے کی نہیں چلے گا، ولا فعل اللہ ذلک۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ مسیّدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین

تعاون و رواداری اجتماعی کامیابی کا راستہ

مولانا سید محمد رابع حنفی ندوی

لیکن ان کے دل و دماغ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں، کیونکہ جہاں چار آدمی اکٹھا ہوئے اور انہوں کی درمیان جدائی پیدا ہوتی ہو، چنانچہ مسلمانوں کی اجتماعی وحدتیں قائم ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد انتشار اور گلستانی کا شکار ہونے لگتی ہیں اور ایک اتحاد کی اتحادیں، ایک ادارہ کی گذروں میں بہت جاتا ہے اور پھر اس کے گذروں کے گذارے ہونے لگتے ہیں۔

مسلمانوں کا یہ اجتماعی مرض صرف ان کے غیر تعلیم یافتہ طبقوں ہی میں نہیں بلکہ تعلیم یافتہ طبقوں میں بھی یکساں طریقے سے پایا جاتا ہے، اور باوجود شعور کی بیداری کے اس میں کی نہیں ہو رہی ہے، یہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے لئے ایک براخطرہ ہے، جس کو مسلمان میں جیش الافراد اور ان کی قیادتوں دونوں کو توجہ دینا چاہئے اور ملت کو اس کے نتائج بدد سے بچانا چاہئے۔

خاص طور پر ملت اسلامیہ کی وہ اکنیاں جو سیاسی اور ہمین الاقوامی لحاظ سے کمزور حالت میں ہیں ان کو تو اس کی طرف بہت توجہ دینا چاہئے، ان کی جو صلاحیتیں آج آپس میں دست و گرباں ہوئے میں صرف ہو رہی ہیں ان صلاحیتوں سے وہ ملت کے افراد اور جماعت دونوں کو غیر معمولی فائدہ پہنچائتے ہیں، لیکن انہوں ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جو عموماً افراد کی خود رائی اور ان کی ذاتی مصلحتوں کی طلب کے نتیجے میں ابھر کر سائے

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی ایک بڑی ضرورت یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے اپنے دل میں دعوت اور اس کے معاملہ میں رواداری اور لحاظ کا رویہ اختیار کرے، اس سے محبت کے ساتھ پیش آئے، اس کا جواہمی اور اخلاقی حق ہے اس کو پورا کرے، اس سے رائے کا اتفاق ہو تو ظاہر ہے کہ دونوں میں توافق و یقینی خود بخوبی پیدا ہوگی، لیکن اگر رائے کا اختلاف ہے تو پھر اس کی ضرورت ہے کہ رواداری، برداشت اور لحاظ کا معاملہ اختیار کیا جائے اور یہی وہ موقع ہوتا ہے، جہاں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے حق اخوت کی ادائیگی کا امتحان ہوتا ہے۔ مسلمان کو اس سلسلہ کی بدایت اور رہنمائی اس کے مذہب اور علم الاخلاق دونوں کی طرف سے ملی ہے اور دیگر قوموں کے افراد نے صرف علم و مطالعہ سے ان اخلاقیات کی ضرورت محسوس کی ہے، لیکن مسلمان اس کے باوجود اس سلسلہ میں کمزور اور کوتاہ ہیں اور ترقی یافتہ قومیں اپنی اجتماعی زندگی کی ان اخلاقیات پر خاصی حد تک عالی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم کو ان ترقی یافتہ قوموں کی اجتماعی زندگی میں نظم و توافق کی نہایاں مثالیں ملتی ہیں اور ان کی اس خصوصیت کی بنا پر ان قوموں اور اجتماعی یقینی اور لکم و ضبط کا بڑا انتہا ہوتا ہے اور یہ ان کی طاقت اور دنیاوی کامیابی کا بڑا راز ہے۔

اس کے برعکس مشرق کی ترقی پذیر قوموں میں اور خاص طور پر مسلمان ملکوں اور ان کے معاشروں میں اسی پرانگی، انتشار و اختلاف نظر آتا ہے کہ دیکھنے والا یہ محسوس کر سکتا ہے کہ یہ سب ایک دوسرے کے مقابل اور دشمن ہیں اور صرف کسی دباؤ و مجبوری کی بنا پر اکٹھا رہتے ہیں،

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مناسب نہیں کرتے رائے پر ہی عمل فرمایا، جس کی مثال صلح حدیبیہ کا کر لینے کے بعد پھر تغیر کیا جائے، اب بھی رائے واقع ہے۔

اجتہادی زندگی کا تقاضا تعاون اور رداواری تھیک ہے۔

دیگر موقعوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چلتا ہے کہ ہم دوسرے کی بات کو اگر قبول نہ کر سکیں تو بہر حال اس کی مخالفت اور عداوت نہ شروع کر دیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو محبت اور تعاون کی فضائل کو برقرار رکھیں، اس سے اجتہادی اتحاد و اتفاق باتی رہتا ہے اور ملت کامیابی کے رائے رکھتے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی راستہ پر چلتی ہے۔☆☆

سالانہ تحفظ ختم نبوت کا انفراس، ضلع ملیر

ملیر (مولانا محمد احسان مصطفیٰ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے زیر اہتمام ۲۵ نومبر برداشت اور بعد نماز عشاء جامع مسجد اقصیٰ یکٹر B/17 شاہ طیف ناؤں میں ایک عظیم الشان اور پُر وقار سالانہ تحفظ ختم نبوت کا انفراس منعقد کی گئی۔ کافرنیس کی کامیابی کے لئے مختلف علاقوں میں دعویٰ جم اور اعلانات بھی کئے گئے۔ کافرنیس کا آغاز عشاء کی نماز کے بعد متصل قاری محمد جواد حسین کی تلاوت سے ہوا۔ حد و نعمت حافظ محمد خاطر اور حافظ عبداللہ عبدالقادر نے پیش کی اور حافظ محمد جرجیج اور حافظ محمد شاہ رخ نے عشق رسالت سے بھر پور اشعارنا کر سامیعن کو گرمایا۔ پہلا خطاب نوجوان خطیب مولانا احسان اللہ بڑا روئی کے صاحبزادے حضرت مولانا ولی اللہ بڑا روئی نے کیا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور کروار پروشنی ڈالی اور سامیعن سے آقائدی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کا عہد لیا۔ دوسرا خطاب مقامی عالم دین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقام رفیق حضرت مولانا ناظر محمود قادری نے کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت کو اجاگر کیا۔ تیسرا خطاب مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدینی مدظلہ نے کیا، آپ نے عقیدہ ختم نبوت پر سامیعن کو بہترین دلائل و برائین سے مالا مال کیا اور اپنے خوبصورت انداز بیان سے ختم نبوت کے مشن کو عوام الناس کے قلب و جگر میں رانع کیا۔ آخری خطاب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی بن کر آتا ہے اس امت کا اعزاز ہے، ہمیں اس اعزاز کی قدر و منزلت پہچانی چاہئے، کیونکہ تمام جہانوں میں آپ کی ختم نبوت کے صدقہ بت ملے گی۔ مولانا نے حضرت عیسیٰ علی السلام کے بارے میں عقیدہ کو بھی واضح کیا اور امام مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری پر بھی روشنی ڈالی۔ کافرنیس کی کامیابی میں علماء کرام کے ساتھ ساتھ ان کے معاونین حافظ محمد عبد الوہاب پشاوری، قاری محمد عثمان، چودھری محمد اشرف، ہمدری عمر امین، ذیح اللہ خان، مولانا شاہد، مولانا صدام حسین، مفتی سید محمد، قاری عبد الوہاب نے بھرپور محنت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ حضرت مولانا قاضی صاحب کی دعا پر ہی کافرنیس اختتام پذیر ہوئی۔

آجاتی ہیں، اپنی صلاحیتوں کو ضائع کر دیتے ہیں، اور ان نقصانات کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں جو ملت کو نیچے کر دیتے ہیں اور افراد کی متوقع ترقی کو بھی روک دیتے ہیں۔

اگر مسلمان اپنی اجتہادی زندگی میں برداشت کے اصول کو اپنالیں تو نہ کوہہ بالآخرابی کی بہت کچھ روک تھام ہو سکتی ہے، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنا ہمسرا اور برادر کا صرف اپنی زبان ہی سے نہ سمجھے بلکہ اُس سے بھی سمجھے، اس کی مصلحت کو اپنی مصلحت کے مساوی سمجھے، اگر دونوں کی راہیوں میں یا مصلحتوں میں کہیں اختلاف رائے ہو تو اس کو خوش اسلوبی سے حل کرے یا ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے، بلکہ اس پر انفراد و مخاصمت کی نوبت حتی الوعظ نہ آنے دے، اگر اس کی کوشش کی جائے اور اس سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نے راہنمائی حاصل کی جائے تو بہت اصلاح اور بہتری پیدا ہو سکتی ہے اور پھر ملت صرف ترقی ہی نہیں کرے گی بلکہ اس کی نیک ناہی اور اچھی شہرت بھی ہو گی اور ملت کی ترقی اور شہرت کا فائدہ ملت کے افراد ہی کو پہنچے گا۔

غزوہ احمد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ فرمایا کہ مدینہ میں رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے یا مدینہ سے نکل کر دشمن کو باہر ہی سے روکا جائے اور شکست دی جائے تو مختلف رائے آئیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے کو نظر انداز کر کے اپنے اصحاب کی رائے پر باہر نکل کر مقابلہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور تیاری مکمل کریں، بعض کی رائے پھر یہ ہوئی کہ مدینہ میں رہ کر ای مقابلہ کیا جائے، تب آپ صلی

تیا جان کو اطلاع کرتے، چناب گر کا نفرس اور
اس سے پہلے چینوں کا نفرس میں جانا ہوتا تو
دونوں کی کوشش ہوتی کہ اکٹھے جایا جائے۔
قیام پاکستان کے بعد امام ربانی مجدد الف
ثانی ”جن کے متعلق اقبال مرحوم نے کہا تھا۔
”وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
گردناہ بھی جس کی جہاں گیر کے آگے
انہی مجدد صاحب کی سرزین میں سرہند سے
آکر نوبہ بیک سکھ میں بننے والے قاضی خاندان
کے نوجوان فیض احمد کی ملاقات تحریک تحفظ ختم
نبوت ۱۹۵۳ء سے پہلے یا بعد قاضی احسان احمد
شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ پھر یہ تعلق
برحتاً گیا حتیٰ کہ انہوں نے قاضی فیض احمد کو پانامہ
بولا بیٹا بنا لیا۔ نوجوان فیض احمد کو سید عطاء اللہ شاہ
بغاری، مولانا خیر محمد جاندھری اور دوسرے اکابر
رحمہم اللہ کا قرب حاصل ہوا، عالمی مجلس تحفظ ختم
نبوت کی مجلس کی شوریٰ کے رکن بننے اور آخوندک یہ
فرض بھایا۔ قاضی صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم
نبوت کی مرکزی شوریٰ کے سب سے محترم رکن اور
مالیاتی کمیٹی کے سربراہ تھے۔ مالیاتی کمیٹی کے لئے
ان کا انتخاب مولانا محمد علی جاندھری نے کیا تھا۔
قاضی فیض احمد صاحب کو ملک بھر کے کتنے

یہ اکابر و اصحاب علماء کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا،
لیکن جس خوشی اور چاؤ کے ساتھ وہ حضرت خوبہ
خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی میزبانی کرتے، اسے لفظوں
میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ حضرت کے ساتھ آنے
والے تمام مہماںوں کی خاطر مدارت میں بھی کوئی
کسر اخانہ رکھتے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آرام
و طعام میں ہر طرح کی سہولت کی فراہمی ممکن ہاتے
کی کوشش کرتے۔ یہ لگتا کہ قاضی فیض احمد

سرہند کا فیض

خالد عمران

۱۵ اکتوبر ۲۰۱۸ء کی شام تھی جب قاضی
احسان احمد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پیغام ملا
کہ میرے والد قاضی فیض احمد انتقال کر گئے ہیں،
نماز جنازہ مکمل مغل ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو بعد ظہر نوبہ
بیک سکھ میں ادا کی جائے گی۔ قاضی صاحب کو
فون کیا تو رندھی ہوئی آواز میں انہوں نے بتایا کہ
میں تو کوئی تھا، وہاں سے نکل چکا ہوں۔ فون پر
جس طرح کی تعریف ممکن تھی، وہ کی۔
فون بند کیا تو غلہ منڈی نوبہ بیک سکھ میں
لکڑی کے بڑے بڑے دروازوں والی آڑھت،
جامع مسجد بالا، اقبال گروہ والا گھر، فیصل آباد کے
ریگل روڈ پر ادارہ پیغام حج اور چناب گر کا نظر نہیں
کے مناظر کی فلمی چلنے شروع ہو گئی۔ نوبہ بیک سکھ
کے چودھری عبدالحق، چودھری علی محمد بھکری
والے، مولانا عمر لدھیانوی، مولانا احمد سعید
لدھیانوی رحمہم اللہ اور قاضی غیاث الدین جانباز
مرحوم (جو کسی دور میں پاکستان پیغمبر پارٹی کی
سینئر ایگزیکٹو نسل کے رکن، مولانا بجا شانی کے
ساتھی اور انقلابی شخصیت کی حیثیت سے معروف
بڑھ کر ہوتا تھا، اس دور کے رہنماء اور قائدین بھی
تھے) کے چہرے نظروں میں گھوم گئے۔ جانباز
قاضی فیض احمد نے اس تعلق کو آخوند سکن بھایا۔ اللہ
صاحب قاضی فیض صاحب کے ماموں زادتھے۔
جامع مسجد بالا غلہ منڈی کے دروازے
سے طلوع ہونے والے وجہہ مولانا عبداللہ
بیک سکھ کا پروگرام بتاتا تو قاضی صاحب مرحوم فوراً
لدھیانوی (اللہ پاک انہیں صحت عافیت عطا

اوہ اہل دین کی عزت و عظمت کے لئے جو کوشش
کی، اللہ رب العزت نے اس کے نتیجے میں ان کی
اولاد بالخصوص مولانا قاضی احسان احمد کی شکل میں
ان کے لئے صدقہ جاریہ کا انتظام کر دیا۔ اللہ نظر بد

ہزاروں افراد جنازے میں شریک ہوئے اور پھر
بعد میں ملک و بیرون ملک کتنے ہی علماء و طلباء نے
ان کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کے
لئے قرآن خوانی کی۔

صاحب کی زندگی کا مقصد ہی مرشد کی میزبانی ہے۔
قاضی صاحب مرحوم کی خدمات کی توجیہ کا مظہر
ان کے جنائزے پر نظر آیا۔ نماز جنازہ کی امامت
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ ناظم اعلیٰ
علمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فرمائی اور بالامبالغہ

قاضی فیض احمد رحمة اللہ علیہ نے عمر بھروسی سے بجاۓ۔ آمین۔ ☆

جانے تھے کہ وہ صرف قادریٰ نہیں بلکہ جنوں قادریٰ ہے، جانے تھے کہ وہ قادریٰ

جماعت کے چیف گرو مرزا اسمروں کے سکرٹری ہے، اتنے سکے بعد قادریٰ کو امریکا
سے اٹھا کر پاکستان لانے کی تیاری کو میں اتفاق نہیں سمجھتا۔ یہ سوچتے کچھ منحوبے
کے تحت کیا گیا۔ میرے بھائیوں! آپ اور ہم کمزور ہیں مگر ہمارا خدا کمزور نہیں۔ چار
دن محنت کرنی پڑی۔ مسلمانوں نے بیداری کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور
ہمارے حکمران کو اپنا فصلہ داپس لیتا پڑا۔ اس کے بعد اسے ملعون کورہا کر دیا گیا۔

آسی کی رہائی کا مسئلہ خالصتاً باہر کی دنیا کے دباو کا نتیجہ ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے
جان بوجھ کر حضور علیہ السلام کی اہانت کرنے والے لوگوں کو بیری کر کے باہر ملا ک
کے دیزے دلو اک بے دینوں کو راستہ دکھار دیا کہ اگر تم یہر ونی دنیا میں جانا چاہتے ہو
تو معماز اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کر کے باہر کے دیزے لیتے جاؤ۔ میں
سالوں سے یہ قانون موجود ہے آج تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی

کرنے والے ایک شخص کو بھی سڑاکیں دی گئی۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ان قوانین کو ختم
کر دیا جائے گا راب محمد کی قسم اتم ختم ہو جاؤ گے، یہ قوانین نہیں ہوں گے۔ کافر نے
میں نقابت کے فرائض مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع
طیبر) نے سر انجام دیے۔ کافر نے میں مولانا عبداللہ خاقانی صاحب (امام و خطیب
جامع مسجد قباء نڈاں ناؤں)، مولانا غلام اللہ خان صاحب (مدیر جامع تحفظ
القرآن نڈاں)، مولانا محمد نواز صاحب (اسٹاڈیس احمدیت جامعہ تحفظ القرآن
لاغڑی)، مولانا محمد زوہیب شاہ صاحب (امام و خطیب جامع مسجد قوت الاسلام
نڈاں ناؤں)، مولانا ناہروں الرشید صاحب (امام و خطیب جامع مسجد اقصیٰ نڈاں)،
مولانا احسان اللہ گروی صاحب (امیر جمعیت علماء اسلام ضلع ملیر)،
مولانا عمار احمد، مولانا طارق محمود قاسمی صاحب، مولانا مفتی محمد سمیح الحق صاحب
صاحب، مفتی کفایت اللہ صاحب اور ان کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام اور عوام
الناس نے شرکت کی۔ کافر نے میں سیکورٹی انتظامات اور استعمالیہ مولانا محمد عربان
سوالی، قاری سید حسن شاہ، قاری محمد عثمان، حافظ گور رحمان آفریدی، حافظ اولیک
قرنی، بھائی عربان، بھائی کامران، بھائی محمد ایوب اور دیگر کارکنان ختم نبوت کو
سوچنی گئی تھی۔ کافر نے کامیاب انعقاد کے لئے نڈاں ناؤں کی ۳۲ مساجد

میں مختصر پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔ جن میں مولانا عبداللہ میٹمن، مفتی محمد اسحاق

ختم نبوت کا نفرنس، لاہوری

کراچی (حافظ محمد عبدالواہب پشاوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہوری
نااؤں کراچی کے زیر اہتمام ساتویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کا نفرنس ۲۶ نومبر
بروز پیر جامع مسجد قباء نڈاں ناؤں لاہوری میں منعقد ہوئی۔ کافر نے کا آغاز مولانا
قاری حبیب الرحمن صاحب (مدرس جامعہ دارالعلوم کراچی) کی تلاوت کلام پاک
سے ہوئی۔ حضرت قاری صاحب کی تلاوت کے بعد حافظ محمود خاطر صاحب نے
نقیب کلام پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا مفتی محمد اشدمدی صاحب (مرکزی مبلغ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فرمایا۔ مفتی صاحب نے اپنے
ہیان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادریانیت
پر روشنی ڈالی۔ ہیان کے بعد مولانا عبداللہ عبدالقاری صاحب نے اپنے مخصوص انداز
اور خوبصورت آواز میں حمد و نعمت پیش کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان
احمد صاحب (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے عقیدہ ختم نبوت کی ایمت
اور فتنہ قادریانیت کے متعلق مفصل ہیان فرمایا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد
صاحب کے ہیان کے بعد شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسیلہ صاحب
(مرکزی رہنمائی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے ملک پاکستان کی موجودہ صورت حال
اور تحفظ ناموس رسالت کے متعلق تفصیل ہیان فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد ۱۷۰۰ سال کے عرصہ میں جب کبھی کسی شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ
کیا امتحان کے لئے اسے قبول نہیں کیا۔ ملک عزیز پاکستان بننے سے
پہلے انگریز کی حکومت میں مرزاغلام احمد قادری ملعون نے انگریز کے کہنے پر نبوت کا
جھوٹا دعویٰ کیا۔ اس وقت ہماری دینی قیادت مثلاً حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی،
حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوری، حضرت مولانا ارشید احمد کنگوہی، حضرت
مولانا نذریں حسین دہلوی، حضرت مولانا چیر مہر علی شاہ گولڑوی ان حضرات نے مرت
 قادریانی کی کتابیں اور تحریرات دیکھنے کے بعد کہا کہ مرتا قادریانی اور اس کے مانے
والے مسلمان نہیں۔ ان حضرات کامنی برحق یہ ایسا فصلہ تھا کہ تقریباً ۹۰ سال کے
بعد تیر ۱۹۷۴ء کو ملک عزیز پاکستان کی قوی اسلحی نے بھی کہا کہ مرتا قادریانی اور
اس کے مانے والے مسلمان نہیں اور یہ بات آج بھی پاکستان کے آئین کے اندر
شامل ہے۔ موجودہ حکومت میں تین میںوں کے اندر بعض کام اتنی جلدی کے ساتھ
انہائی خطرناک طریقے پر ہو گئے ہیں کہ لگاتا ہے کہ اس وقت ہمارے ملک عزیز
پاکستان کو سیکور اسٹیٹ بنانے کے لئے پوری دنیا کے کفر کشمی ہو گئی ہیں۔ ہماری نبی
حکومت بنے چاروں نہیں گزرے تھے کہ پاکستان کی اقتصادی کمیٹی میں عاطف
میان قادریانی کو شامل کر دیا گیا۔ ہمارے حکمران جانے تھے کہ وہ قادریانی ہے، پروگرامات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں۔

تمناے سار

یہی آرزو ہے کہ اے خدا درِ مصطفیٰ پہ قیام ہو
 وہیں رات اپنی بس رکروں، وہیں صبح ہو، وہیں شام ہو
 مرے دل میں آپ کی یاد ہو، مرے لب پہ آپ کا نام ہو
 یہ مری عبادتِ صبح ہو، یہ مری ذلیفہ شام ہو
 یہ دعا ہے میری کہ اے خدا، وہی میکدے کا نظام ہو
 وہی منظرِ ظرف آفریں، وہی بادہ ہو، وہی جام ہو
 اسی جلوے سے مجھے واسطہ اسی نور سے مجھے کام ہو
 جو بہارِ گلشنِ خلد ہے جو رُخِ رسول ﷺ سے ہے عیال
 کبھی لب پہ نامِ رسول ہو، کبھی لب پہ ذکرِ خدار ہے
 یہ خدائے پاک سے ہے دعا، مری عمریوں ہی تمام ہو
 رُخ آفتاب بھی کچھ نہیں، رُخِ ماہتاب بھی کچھ نہیں
 جو حیات اپنی بس رکریں، جو ہم اتباعِ رسول ﷺ میں
 یہ خدائے پاک سے ہے دعا کہ درِ رسول ﷺ ہوا اور میں
 یہ خدائے پاک کا ہے کرم، ہوئے ہم رسول ﷺ کے امتی
 بخدا ہے کتنا ظرفِ قضا، یہ پیامِ سار ہے نواز
 تجھے خلد کی جو ہے آرزو، درِ مصطفیٰ کا غلام ہو

اخلاقی اخبطاط اور ہماری ذمہ داری

آصف جلیل احمد

فرماتے ہیں کہ: اس سنت کو پورا کرنے میں صرف دو اساسی شرطیں ہیں کہ مرد یوں کا حق مہر ادا کرے اور اس کے نان لفظ کی ذمہ داری قبول کرے۔ اس کے علاوہ موجودہ معاشرے میں رائج چیز، سونا، زمین، تمام تر ریکھیں خلاف اسلام ہیں۔

اب جب کہ معاشرے نے اس نیک کام کو مشکل نہیں بلکہ مشکل تر بنا دیا ہے تو ظاہر ہے اس سے معاشرتی و اخلاقی زوال حنم لے گا۔ والدین کو جب اس جانب متوجہ کیا جاتا ہے کہ اس پر فتن دور میں جہاں چاروں اطراف سے

نئی نسل پر حلے ہو رہے ہیں، خدار! اپنے بچوں کی حفاظت کے پیش نظر بروقت نکاح کریں تو ان کی جانب سے نکاسا جواب ملتا ہے کہ پچھا بھی روزگار نہیں کہتا اور اس میں معاملہ نہیں کی

صلاحیت پیدا نہیں ہوئی، اس وجہ سے اہم اس سنت پر عمل کرنے سے محفوظ ہیں۔

اس نیک و جائز کام کے سامنے معیشت و معاشرت کا روناروکر بند باندھ دیا گیا، مگر اس کے رو عمل کے نقصانات سے دانتے طور پر چشم پوشی کر لی گئی، اس کے ناتج بیان کرنے کی ضرورت نہیں! جبکہ یہ بات واضح ہے کہ پچھکی ولادت سے لے کر جوانی تک کے عرصہ میں

سب والدین، معاشرہ، مدرسہ و مسجد، تعلیمی

معاشرے میں تباہی و بر بادی اور اخلاقی قدر دوں کا قائل عام اس وقت ہوتا ہے جب حلال اور جائز امور کی انجام دہی میں غفلت بر تی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر گزشتہ چند روز سے جنسی زیادتی کی خبریں منظر عام پر آئی ہوئی ہیں کہ فلاں فلاں مقام پر فلاں فلاں طرح کے لوگوں اسلام ہیں۔

نے مخصوص بچوں اور بچوں کو اپنی ناپاک ہوس کا ننانہ بنا ڈالا۔ ان بخروں کی ہر جانب سے ندمت کی گئی، حکر انوں نے بھی ندمتی بیانات جاری کئے اور طفولوں کو قرار اور اتفاقی سزادینے کی باتیں بھی کی ہیں۔

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان یا کیا یک طوفانی بد قیمتی میں گم ہو کر حیوانی صفت کا مرتکب کیوں کر ہو گیا؟ اس نکتے پر اب تک کوئی غور و فکر نہیں کیا گیا۔

سیدھی ہی بات ہے جب معاشرے میں نکاح جو کہ ایک سنت عمل ہے، اس کو کار و بار بنا لیا جائے گا تو جائز و بر بادی اور اخلاقی اخبطاط کا پیدا ہو جانا ایک فطری امر ہے۔ اہم نے انسان کی فطری ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے نکاح کا حکم دیا ہے، جبکہ یہ حکم بھی دیا ہے کہ جب بچہ بالغ ہو جائے تو تباہیات و لعل کے اس کا نکاح کر دیا جائے۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی مودوی

نے دنیا جس قدر تیزی کے ساتھ ترقی پذیر ہو رہی ہے، اسی تیزی کے ساتھ عمومی طور پر پوری دنیا، اور خصوصی طور پر مسلم معاشرے کی اخلاقیات کا جائزہ لٹکتا جا رہا ہے۔ اس اخلاقی گراوٹ کے سامنے بظاہر تو کوئی بند باندھنے کی کوشش نظر نہیں آ رہی اور اگر کہیں کہیں اس کی رسم موجود بھی ہے تو اس کا قابل بیان حد تک فائدہ بھوئی ملت کو ملتا ہوا ابھی تک نظر دوں سے جوصل ہے۔ اخلاقی تیزی کی اس روشنی میں ہمارا معاشرہ بھی بہت اچلا جا رہا ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نیکی و جائز امور میں اگر سہولت پیدا کی جائے گی تو معاشرہ درست سمت کی جانب پیش قدمی کرے گا اور وہی ہی معاشرہ اعلیٰ اخلاق و کردار کا مثالی مظہر ہو گا۔

اگر کسی معاشرے میں نیکی اور جائز امور کو مشکل سے مشکل تر بنا دیا جائے گا تو اس کے جواب میں ناجائز و بر بادی امور کے لئے چور دروازے اس قدر تیزی سے کھلتے جائیں گے کہ اس سے پا ہونے والی تباہی کا شاید ہی کسی کو احساس و ادراک ہو، معاشرے میں اخلاقی گراوٹ کے بہت سے اسباب ہیں، اخلاقی بے راہ روی کے تین اہم سبب ہیں:

- (۱) معیشت، (۲) معاشرت، (۳) میڈیا۔

کرنا۔ اصلاح معاشرہ تو ان کی ترجیحات میں اخلاق باختہ تمام ثی وی پروگرامات، فتح قلمیں کہیں شامل ہی نہیں۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین، اساتذہ، علماء، حکمران اور معاشرے کے تمام افراد اگر نوجوانوں میں سلطان کی طرح پھیلتے ہیں۔ معاشرے کے فریضہ میں از خود اپنا دینی کردار ادا کرے۔

آج ہی سے معاشرے کے تمام حرم کرداروں کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم نیک و حلال کام کو آسان بنا کیں گے اور بُرے اور حرام کام کی بخ کی کے لئے اپنی ہر ٹکن کوشش کریں گے تو بعد از قیامت نہیں کہ ہم اپنے بڑھتے ہوئے اخلاقی ترزیل کو تھائے ہیں کامیاب ہو سکیں۔

☆☆.....☆☆

اداروں اور حکمرانوں کا فریضہ ہے کہ اس کی اس انداز سے تربیت کرنا کہ وہ باعزت روزگار حاصل کر سکے اور وہ اپنی معاشرتی ذمہ داریوں سے واقفیت حاصل کر سکے۔ معاشرے میں بھلے اور پھولتے زوال میں میڈیا کا بھی بڑا کردار ہے، جس میں بالخصوص سوچ اور الیکٹرونک میڈیا کا کردار بڑا بھیا ہے اور خوفناک ہے۔

آج کا بچہ بمشکل شور کی منزل میں قدم رکھتا ہے کہ اس پر کپیوفر، موبائل، سوچ میڈیا کا جادو مٹکش ہو جاتا ہے اور اس سوچ میڈیا پر اچھی اور صاف سرگرمیوں کے پہ نسبت اخلاق باختہ اور فرش سرگرمیاں عروج پر ہیں، جن کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہر ذی شعور ان سے آگاہ ہے۔

دوسری جانب الیکٹرونک میڈیا پر اپنے کاروبار کو عروج بخش کے لئے بہت سے مجس پروگرامات نشر کئے جاتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر انسان کے رو تکشی کھڑے ہو جاتے ہیں کہ فلاں فلاں مقام پر فلاں فلاں قسم کے فتح کام ہو رہے ہیں، ان کو اس انداز میں نشر کیا جاتا ہے کہ ان سے دریں عبرت حاصل کرنے کی بجائے وہ پروگرامات فتح سرگرمیوں میں طوٹ افراد کے حوصلوں کو مزید جلا بخشتے ہیں۔

کیونکہ ان تمام تر پروگرامات کو اس انداز میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ہو بہاؤ بھی ہو رہا ہے اور دوسرا ان میں بُرائی کو توبیان کیا جاتا ہے، مگر بُرائی کے وجود میں آنے کے سب اور اس کے تھانات اور اس سے بچنے کی تدبیر بیان کرنے سے احتراز کرتے ہیں، کیونکہ میڈیا کا کام ہے خبر کو نشر کرنا اور صحت مند منافع حاصل

تقریبی مسابقه، بلیٹریاؤن

بلیر... (مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ملک کراچی میں المدارس تقریبی مسابقة کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ امسال بھی یہ مسابقة منعقد کئے گئے، بلیر ناؤں کا مسابقة ۲۹ نومبر برز جمعرات جامعہ خاتم النبیین ماذل کالوںی میں منعقد ہوا، جس میں ملک کی مدارس کے ۱۰ طلباء نے حصہ لیا اور بہترین فن خطابت کا مظاہرہ کیا۔ پہلی پوزیشن جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر کے درجہ رابعہ کے طالب علم عزیز الرحمن بن حبیب الرحمن نے حاصل کی۔ دوسری پوزیشن جامعہ خاتم النبیین ماذل کالوںی کے درجہ سابعد کے طالب علم منیر الرحمن بن سلیم امران نے حاصل کی جبکہ تیسرا پوزیشن بھی جامعہ انوار العلوم شاد باغ کے درجہ سادس کے طالب علم ساجد امین بن شیر نادر نے حاصل کی۔ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر، ماہنامہ بیانات کراچی کے معاون مدیر حضرت مولانا ایاز مصطفیٰ مظلہ تھے۔ حضرت نے تقریباً پونٹنگ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان فرمائی اور قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں کو بے نقاب کیا۔ بیان کے بعد اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو مدرسہ عربیہ اسلامیہ شاخ علامہ محمد یوسف بنوری ناؤں کے گمراں حضرت مولانا سالک ربانی صاحب نے اپنے ہاتھوں سے انعامات سے نوازا اور منصوبین مفتی ساجد، مولانا مفتی طیم الدین اساتذہ حدیث جامعہ تراٹ الاسلام شاہ فیصل کالوںی اور مولانا آمان استاذ جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالوںی کو بھی ہدیہ کتب دیئے گئے۔ اس طرح یہ مسابقات مولانا سالک برہان مظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

آسیہت مسیح کیس کا سماجی تناظر!

حضرت مولانا زادہ الرشدی مدظلہ

اسے قانونی طور پر درست قرار دینے والے حضرات بھی بہت ہیں اور اس فیصلہ کو قانونی اعتبار سے درست نہ سمجھنے والے بھی کم نہیں ہیں، دلائل دونوں طرف موجود ہیں اور ان کا اظہار بھی ہو رہا ہے۔ البتہ اس بحث و مباحثہ پر جیسے جیسے ہونے والوں کے روایہ پر حیرت ہوتی ہے کہ جب ایک مسئلہ بحث و مباحثہ کا مقتصد ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ و تحقیق خود اس کیس کی اپنی ضرورت ہے تو اس پر دونوں طرف کے دلائل اور استدلال کو نکھر کر سامنے آنا چاہئے، اس پر پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ فقط ختنی کی تو بنیادی مشاورت و مکالہ پر ہے کہ حضرت امام علامہ معاملات کی تشریع و تعمیر کی سب سے بڑی احترامنی البوحنیفی علامہ و فقیہاء کی ایک بڑی مجلس میں مسئلہ چیز کرتے تھے، اس پر بحث و مباحثہ ہوتا تھا، ہر موقف کے دلائل سامنے لائے جاتے تھے اور اس کے بعد اس مسئلہ کے ٹارے میں کوئی رائے قائم کی جاتی تھی۔ امام البوحنیف طحاویؒ فقط ختنی کے بڑے شارح اور ترجیحات سمجھے جاتے ہیں، ان کا اسلوب ہی یہ ہے کہ وہ کسی مسئلہ پر سارے موقف اکٹھے پیش کرتے ہیں، سب کے دلائل سامنے لائے جیں اور بحث و مباحثہ کے بعد اپنا موقف واضح کرتا۔

ذیلی بیان ریکارڈ کے ۲۲ جنوری ۲۰۱۸ء کے شمارہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اس مسئلہ کا ذوسرا پہلو یہ ہے کہ پاکستان بھر میں عوام نے اور خاص طور پر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور دینی کارکنوں نے اس فیصلہ پر تاریخی کا اظہار کیا ہے اور اسے اپنے دینی ہزارضیحی کے ساتھ ساتھ تو یہ خود مختاری کے چند باتوں کے بھی منافی قرار دیا ہے۔

جبکہ اس کا تیسرا پہلو قانونی اور عدالتی ہے جسے عدالت عظمی نے اپنے فیصلہ کی بنیاد بنا لیا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ چونکہ ملک کے قانونی اور عدالتی معاملات کی تشریع و تعمیر کی سب سے بڑی احترامنی پر ہے۔

پریم کورٹ آف پاکستان ہے، اس نے جو فیصلہ کر دیا ہے وہی آخری ہے اور اس پر نظر ہائی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ آسیہت مسیح کیس کو ان تینوں دائروں میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور ان میں سے کسی پہلو کو نظر انداز کرنا انصاف کے قاضوں کے مطابق نہیں ہوگا۔ جہاں تک پیرولی دباؤ کی موجودگی اور پاکستانی عوام کے چند باتوں کے محلم کھلا اظہار کا تعلق ہے سب کوئی دلیل دینے کی ضرورت نہیں ہے، سب کچھ آنکھوں کے سامنے کرتے ہیں۔ ختنی کھلانے والے اور امام طحاویؒ کی شرح "معانی الہمار" تعلیمی نصاب میں شامل کر پہلوؤں پر بحث و مباحثہ کی گنجائش موجود ہے،

مولانا مفتی نیب الرحمن صاحب نے پریم کورٹ آف پاکستان سے اپیل کی ہے کہ آسیہت مسیح کیس میں عدالت عظمی کے فیصلہ پر نظر ہائی کی اپیل کی جلد ساعت شروع کی جائے اور اس کے لئے فل نجع قائم کیا جائے۔ مفتی صاحب محترم کا یہ تقاضہ درست ہے اور ہماری گزارش توجہ یہی ہے کہ عدالت عظمی کو اس پر سمجھیدہ اور فوری توجہ دیتی چاہئے جبکہ اس کے ساتھ چند دیگر متعلقہ امور کی طرف توجہ دلانا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ فیصلہ تین حوالوں سے توجہ طلب ہے:

ایک یہ کہ مغربی ممالک بالخصوص یورپی یونین کا ایک عرصہ سے یہ تقاضہ چلا آ رہا ہے کہ آسیہت مسیح کو رہا کیا جائے۔ یہ تقاضہ خیر و بااء کے طور پر نہیں بلکہ باضابطہ اور آن ریکارڈ مطالبات کی صورت میں چلا آ رہا ہے حتیٰ کہ اس سال جنوری کے دوران یورپی یونین کے نمائندہ نے اسلام آباد آ کر حکومت پاکستان سے کہا کہ یورپی یونین کے ساتھ تجارتی معاہدہ جیسی پی ٹکس میں پاکستان کی شمولیت کو کفرم کرنے کا معاملہ آسیہت کی رہائی سے مژرو طب ہے، اور اس کے ساتھ انہوں نے پاکستان کی پریم کورٹ کو مورد الازم تحریکیا کہ وہ جان بوجھ کر اس میں تاخیر کر رہی ہے۔ یورپی یونین کے نمائندہ کے دورہ اسلام آباد کی رپورٹ

علیہ وسلم کے یہ ریمارکس قانونی حوالہ سے نہیں بلکہ سماجی تناظر میں تھے اور اس پر عقبہ بن حارث نے اس خاتون کو رخصت کر کے دوسرا کسی عورت سے نکاح کر لیا تھا۔

ہماری گزارش ہے کہ بعض مقدمات میں ”کیف و قد قیل“ پر بھی فیصلوں کی بنیاد ہوا کرتی ہے اور یہ سنت نبوی کا ایک پہلو ہے کہ کسی کیس کا فیصلہ کرتے وقت قانونی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ سماجی تناظر اور اثرات کا جائزہ بھی لے لیا جائے اور ہم اسی حوالہ سے عدالت عظیمی سے اس فیصلے پر نظر ٹانی کا تقاضہ کر رہے ہیں۔

(روز نامہ اوصاف اسلام آباد، ۲۰ نومبر ۲۰۱۸ء)

بہت پریشان ہوا کہ یہ صرف ایک عورت کا دعویٰ ہے جس کے بارے میں ہم میں سے کسی کو علم نہیں اور نہ اسی کوئی اور یہ بات کہہ رہا ہے۔ وہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مدینہ منورہ گئے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معاملہ پیش کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری بات سن لیں اس عورت اور اس کے دعویٰ کے بارے میں کچھ نہیں دریافت کیا بلکہ صرف یہ فرمایا کہ ”کیف و قد قیل“ جب یہ بات کہہ دی گئی ہے تو اب تم کیا کرو گے؟ یعنی جب لوگوں کے سامنے یہ بات آگئی ہے تو تم اب میاں یوں کے طور پر کیسے رہ سکو گے؟ جناب نبی اکرم صلی اللہ

بھی اُر بحث و مباحثہ سے گھبرا نے لگیں اور اپنے موقف کے خلاف کسی کو بحث کرتا دیکھ کر تیوریاں چڑھانا شروع کر دیں تو واقعتاً تعجب ہوتا ہے۔ اس تناظر میں آئیہ کیس کے قانونی پہلوؤں پر بحث کرنے والے دوستوں سے ہم یہ گزارش کرنا چاہیں گے کہ کیس کو قانونی حوالوں سے دیکھنا ناگزیر ہے مگر یہ دنی دباؤ اور عوامی جذبات کے دوسرے پہلوؤں کو سامنے رکھنا بھی ضروری ہے، اور یہ کہہ دینا درست نہیں ہے کہ چونکہ عدالت عظیمی کی نظر میں قانونی تقاضوں کی روشنی میں بھی فیصلہ مناسب تھا اس لئے جو ہونا تھا ہو چکا اب اس باب کو بالکل بند کر دینا چاہئے۔

اس مسئلہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ایسے فیصلوں میں سے دو کا تذکرہ کرنا چاہوں گا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سماجی صورت حال اور عوامی جذبات کو اپنے حکم یا منشا کی بنیاد ہتایا تھا۔

ایک توبہ اللہ کی دوبارہ ابراہیمی بنیادوں پر تعمیر کا مسئلہ ہے جس میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا سماجی چاہتا تھا کہ بیت اللہ شریف کی عمارت کو شہید کر کے اسے ابراہیمی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کر دیں مگر عوامی جذبات و احساسات کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے یہ ارادہ ترک فرمادیا۔

دوسرہ واقعہ صحابی رسول حضرت عقبہ بن الحارث کے نکاح کا ہے۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق حضرت عقبہ نے ایک خاتون سے نکاح کر لیا جس پر کسی عورت نے آکر انہیں بتایا کہ تم دونوں کو میں نے بچپن میں دودھ پالا یا تھا اس نے تم رضاہی بہن بھائی ہو اور تمہارا نکاح درست نہیں ہے۔ حضرت عقبہ فرماتے ہیں کہ میں

احتیاجی مظاہرہ، اسلام آباد

اسلام آباد (مولانا محمد طیب) بدنام زمان ملعون آسیہ سعیج کی رہائی کے حق میں پریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف ۳۲۱ رکتوبر کو پرس کلب اسلام آباد راولپنڈی کے سامنے عالی مجلس تحفظ فتحم نبوت وفاق المدارس، جمیعت علماء اسلام کے زیر انتظام یہم الشان ہنگامی طور پر احتیاجی مظاہرہ کیا گیا جس سے مولانا ظہور احمد علوی، مولانا عبدالغفار، مولانا عبد المکریم، مولانا محمد طیب، مفتی عبدالسلام کے علاوہ مفتی کنایت اللہ مولانا عبدالغفور حیدری نے خطاب کیا۔ اسی طرح راولپنڈی میں پیر عزیز الرحمن ہزاروی، قاضی عبدالرشید، قاضی مشتاق احمد اور قاضی ہارون الرشید نے خطاب کیا۔ راولپنڈی اسلام آباد کے تمام علماء کرام نے منتفق طور پر فیصلہ کیا کہ ۲۰ نومبر کو عالی مجلس تحفظ فتحم نبوت کے زیر انتظام احتیاجی جلوسوں ہو گا اور نماز جمع پریم کورٹ کے سامنے ادا کریں گے جبکہ بعد نماز جمعہ احتیاجی بیانات ہوں گے۔ احمد اللہ احمد ۲۰ نومبر الیکٹریک جامعہ مسجد میں علماء کرام کی قیادت میں جلوس روانہ ہوا، ڈی چوک پر پہنچنے کے بعد اکابرین نے ضلعی انتظامیہ سے کامیاب مذاکرات کے بعد کنسٹرینٹ نئے جانے کے بعد ایوان صدر پارلیمنٹ کے سامنے احتیاج کا فیصلہ ہوا، جس سے جماعت اسلامی کے مولانا عبدالاکبر پتھری، جمیعت علماء پاکستان کے مولانا اویس نورانی، جمیعت علماء اسلام کے مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا صلاح الدین، وفاق المدارس کے قاضی عبدالرشید، مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی، عالی مجلس تحفظ فتحم نبوت راولپنڈی کے امیر مولانا قاضی مشتاق احمد، مولانا ظہور احمد علوی، قاضی عبدالوحید قاضی کے علاوہ کیش تعداد میں علماء کرام نے خطاب کیا، جبکہ اسی مفتی اولیس عزیز، مولانا محمد طیب اور مولانا طالق الرحمن چشتی نے سنبھالا۔ ۱۲ نومبر کو مولانا سعی الحنفی مرحوم کی شہادت پر تحریقی اجلاس ہوا، جس میں منتفق طور پر طے ہوا کہ تحفظ ناموں رسالت کا فائز منعقد کی جائے، چنانچہ ۲۲ نومبر کو جامع مسجد اقبالی میں کافرنس کا فیصلہ ہوا، احمد اللہ ۲۲ نومبر بعد نماز مغرب کا فائز کا آغاز ہوا جو نعمت کے بعد حضرت مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی اور آخرين حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پولپنڈی کا بیان ہوا۔ راولپنڈی، اسلام آباد سے کیش تعداد میں علماء کرام اور عوام اس نے شرکت کی، جبکہ صدارت مولانا رمضان علوی، جمیعت علماء اسلام (س)، شیخ الحدیث مولانا عبد الرؤوف نے فرمائی اور اسی شیخ یکریزی کے فرائض مولانا محمد طیب نے ادا کئے۔

بانی دین پور شریف

حضرت میاں علام محمد دین پوری

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

گرمی شدت کی تھی، دن بھر تو چلتی اور رات کسی قدر رخشدی ہوتی۔ ”(پرانے چانگ: ۱۳۹۹)

غرضید دین پور حضرت خلیفہ صاحبؒ کے زمانہ میں ظاہری و باطنی علوم کا بڑا مرکز تھا۔ جہاں ظاہری شرعی تعلیم کے ساتھ ساتھ روحانی تعلیم و تربیت، ترقی کی فلسفہ کا ایک عظیم الشان ادارہ حضرت کی سربراہی میں قائم تھا۔ حضرت نے اس مختصر خط ارضی میں حضرت شاہ ولی اللہ انکار و نظریات کی بنیاد پر ایک ایسے خطبہ ارضی کی تشكیل فرمائی، جس میں احکام شرعی کے ساتھ ساتھ ایک فلاحتی ریاست کا تصور موجود تھا۔ اخلاقی و روحانی ترقی عظمت کا معیار تھا۔ حضرت اور ان کے خدام مل کر جو زمین کاشت کرتے تھے اور جو اس کی آمدن ہوتی تھی وہ بیت المال میں جمع ہو جاتی۔ یہاں سے فقراء، مسکین، بیاتی اور بیواؤں پر حسب ضرورت خرچ کی جاتی۔

حضرت خلیفہ صاحبؒ نے جب دین پور شریف کی بنیاد رکھی اور خانقاہ اور رہائش کے لئے گھاس پھونس پر مشتمل کرے بنائے تو سب سے پہلے مسجد تعمیر کی، تمام کرہ جات تو گھاس پھونس کے تھے، لیکن مسجد پختہ ایشور، سیمنٹ وغیرہ سے بنائی گئی اور ساتھ ہی ایک لاہوری اور کتب خانہ کی بنیاد رکھی، جہاں مولانا عبداللہ سندھیؒ کچھ روز گویا جلاوطنی کی زندگی گزارتے رہے اور یہ سلسہ

تعمیر میں حضرت اپنے رفقاء کے ساتھ عمل کر گل کارے کا کام کرتے اور یوں یہ مرکز رشد و ہدایت کا بن گیا۔ مذکور اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:

”دین پور شریف کی دنیا ہی نرالی تھی، وہ صحیح معنی میں دین پور تھا۔ قادری طریقہ پر ذکر جہر سے مسجد اور خانقاہ ہر وقت گنجی رہتی تھی۔ اگر کوئی کسی کو آواز دیتا تو پکارنے والا بھی الا اللہ کہتا اور جواب دینے والا بھی الا اللہ سے ہی اسے جواب دیتا اور اس میں اذان، ذکر جہر اور صدائے الا اللہ کے بغیر کوئی بلند آواز سننے میں نہ آتی۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا، جس میں حضرت اور حضرت کے متعلقین آباد تھے، نیم خام نیم پختہ چند مکانات جن کی تعداد شاید پانچ سات سے زیادہ نہ ہو وہ ایک سادہ ہی مسجد، چند خام

جرے ذاکرین کے لئے، کچھ بھروسوں کے درخت جن کو دیکھ کر عرب کے ہادیہ کی بستیاں یاد آتی ہیں۔ آب و ہوا بھی عرب سے ملتی جلتی تھی۔ میمین خانقاہ کے لئے ایک لنگر تھا، جس میں سندھی اور بہاول پوری مزاج کا خاص کھانا تیار ہوتا جو قوت لا یکوت کا صحیح صداق تھا۔ ہم اودھ کے نازک مزاج لوگوں کے لئے اس کا کھانا بڑا مجاہدہ اور امتحان تھا۔

خانقاہ عالیہ قادر یہ راشد یہ دین پور شریف کی بنیاد حضرت اقدس مولانا خلیفہ علام محمد دین پوریؒ نے غالباً ۱۸۷۱ء میں رکھی۔ حضرت دین پوریؒ سید العارفین حضرت اقدس حافظ محمد صدیقؒ بھر چوٹی شریف کے خلیفہ اعظم و اکبر تھے۔ حضرت سید العارفینؒ نے آپ کو خلعت خلافت سے نواز کر خان پور میں اللہ، اللہ کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت دین پوریؒ کے ایک بیرونی صاحب نور خان بلوچ اور ان کی اہمیت محترم نے چھ سات بیکھاڑ میں آپ کے نام ہبہ کر دی۔ آپ نے اس گھنے جنگل میں ایک چھوٹی سی مسجد بنائی اور عمومی سی رہائش گاہ بھی، یہ جنگل حشرات الارض کا مرکز تھا۔ جنگل کے بھیڑیے اور جانور کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ خدام کی جو تیاں تک اٹھا کر لے جاتے۔

ابھی دین پور شریف کو قائم ہوئے تھوڑا عرصہ ہی گزر اتھا کہ اللہ، اللہ کرنے والوں کی کثرت ہونے لگی اور خلق خدا پروانہ دار اس شع کے گرد جمع ہونے لگی۔ یہ دور بہت ہی تیک دیتی اور عمر کا دور تھا۔ حضرت خلیفہ اس عمر کے دور میں انتہائی صبر و شکر کے ساتھ یہاں رہنے لگے اور یہ صحراء گوشہ نشین فقیر مرچع عوام و خواص بن گیا۔

حضرت دین پوریؒ اپنے خدام سے مل کر گارا تیار کرتے، اپنیں بناتے اور خانقاہ و مسجد کی

بہاول پور تشریف لے گئے اور ایک ماہ تقریباً میر سراج الدین مر جوم کے ذریعے پر قیام رہا۔ دورانِ ساعت آپ کی چار پائی عدالت میں لے جائی جاتی، نجی جناب محمد اکبر آپ کے حلقہ ارادت سے تعلق رکھتے تھے۔ جب ان کی نگاہ حضرت کے چہرہ مبارک پر پڑتی تو مر جوم کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ قادیانی وکیل اور پرلس نے داویا کیا کہ حضرت کا داخلہ عدالت میں بند کیا جائے، یعنی پر تصرف ذاتے ہیں۔ نجی محمد اکبر نے فرمایا کہ یہ کلی عدالت ہے جس میں کسی بھی شخصیت کو نہیں نکالا جاسکتا۔ اس طرح حضرت اور آپ کی جماعت کا اس کیس میں ظیم کردار ہے۔

خلافے کرام: حضرت دین پوری نے اگرچہ بہت کم حضرات کو خلافت عطا فرمائی۔ لیکن چند خوش نصیب حضرات ایسے ہیں، جنہیں خود خلافت سے سرفراز فرمایا: (۱) شیخ العرب والجم مولانا سید حسین احمد مدی، (۲) شیخ الفیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری، (۳) حضرت الدس میاں عبدالہادی دین پوری، (۴) شیخ الفیر حضرت علامہ شمس الحق افغانی، (۵) پیر سید فتح الدین شاہ بیرون آف جنڈا۔

۲۹ ربیع الاول ۱۴۵۲ھ کی درمیانی رات (مطابق ۱۹۳۶ء)، آپ کا انتقال ہوا۔ دین پوری شریف میں آپ کی قبر مبارک مریع عوام و خواص ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت میاں عبدالہادی آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ (یہ مضمون جناب حاجی عبدالی کی تصنیف "ید بیضاء" سے تخلیص کیا گیا)۔

☆☆☆

کیا، اس میں تحریک آزادی کی قیادت کرنے والے علماء کرام بالخصوص حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت خلیفہ غلام محمد ذین پوری، حضرت عبید اللہ سنگھی رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے رفقاء کا بہت بڑا تھا ہے اور اسی دور میں جمیعت علماء ہند کا قیام عمل میں لایا گیا اور ترک موالات اور خلافت کی بحالی کی تحریکیں شروع ہوئیں۔ حضرت دین پوری ان تحریکوں کی بھرپور پرستی فرمائے تھے۔

قادیانیت سے نفرت اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت ہر مسلمان کا مذہبی اور ایمانی فریضہ ہے۔ حضرت دین پوری اس فریضہ سے کبھی غافل نہیں رہے۔ قیام پاکستان سے قبل آل

اذیا مجلس احرار اسلام نے قادیانیت کے تعاقب کو اپنا نظیمہ حیات قرار دیا ہوا تھا۔ حضرت دین پوری کامل سرپرستی فرمائے تھے۔ چنانچہ احرار اہماؤں حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی دین پور شریف حاضری دیتے رہے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی دین پور شریف تشریف لائے، حضرت بہت کمزور ہو چکے تھے۔ فرمایا: "میرا جی چاہتا ہے کہ میں حضرت کو قادیانی لے جاؤں اور ان عقل کے انہوں کو کہوں کہ تم نے غلام احمد کو دیکھا ہے، غلام محمد (حضرت دین پوری) کو بھی دیکھو، مجھے یقین ہے کہ آپ کو دیکھ کر بہت سے قادیانی اسلام قبول کر لیں گے۔" مقدمہ بہاول پور چلاتو حضرت دین پوری نے اپنی پوری جماعت کو اس میں دارے، درے، سخن، قدرے تعاون کا حکم فرمایا اور ضعف و عوارض کے باوجود

ترکیبے باطن اور تعلیم و تعلم کا جاری رہا، تا آنکہ حضرت خلیفہ صاحب نور اللہ مرقدہ ۱۹۳۶ء کو عالم بزرگ کی طرف کوچ فرمائے تو ان کی جگہ ان کے فرزند ارجمند حضرت میاں عبدالہادی نے سنبھال لی۔

حضرت دین پوری جہاں ترکیبہ اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے تھے، وہاں تحریک آزادی کے نامور مجاہد بھی تھے۔ امام الہند حضرت مولانا عبید اللہ سنگھی آپ کے تربیت یافتہ تھے جو

تحریک ریشمی کے بانیوں میں سے تھے۔ چنانچہ آپ کے نام ریشمی رومال پر لکھا ہوا خط بھی آیا۔ مولانا عبید اللہ سنگھی جو آپ کے شیخ حضرت حافظ محمد صدیق بھر چونڈی شریف کی نسبت سے سنگھی کہلاتے، حضرت بھر چونڈی کی وفات کے بعد آپ مولانا عبید اللہ سنگھی کے سرپرستوں میں سے تھے۔ آپ کے نام بھی ریشمی رومال پر خط آیا اور آپ گرفتار بھی ہوئے۔ جب پولیس اور فوج آپ کو گرفتار کرنے آئی تو آپ نے مسجد کی مغربی جانب لڑھا کھدا و اکرسلخا اس میں چھپا دیا اور اوپر مل چلا دیئے۔ پولیس اور فوج بنے نسل و مرام واپسی ہوئی اور آپ کو ریلوے اسٹیشن پر افسر سے ملاقات کے بہانے لے جایا گیا اور وہاں سے لاہور اور لاہور سے جاندہ رہ آپ سے تفہیش کی جاتی رہی، جس میں آپ ثابت قدم نکلے، باس ہمہ آپ کوچہ ماہ کے لئے جاندہ رہ کے نور محل میں نظر بند کر دیا گیا اور چہ ماہ کے بعد رہائی ملی۔

ریشمی رومال کی تحریک اگرچہ کامیابی سے ہمکنار نہ ہوئی، لیکن اس نے غلام ہندوستان کے عوام کو ظالم و جاہر حکمرانوں کے مرتباً لاکھڑا

اور علماء کرام کو معلوم ہوا تو انہوں نے احمد پور سیال کے انپکٹر پولیس کو کہا کہ قادریانی آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم اقلیت ہیں۔ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جا سکتا۔ انپکٹر پولیس نے حسب عادت آئیں، بائیں، شائیں کرنے اور دھونس و دھاندلی کے ساتھ دفن کرنے کا حکم نامہ جاری کیا۔ جناب میر حامد سیال، مولانا عبدالقدوس، چودہ بڑی محمد شہباز نے کہا کہ قادریانی اپنے رقبہ میں یا کسی اور اپنے قبرستان میں دفن کریں۔ ذی ائس پی احمد پور سیال بھی تشریف لے آئے انہوں نے بھی اپنی پولیس والی زبان میں گفتگو کی، مسلمانان علاقہ ڈٹ گئے اور مساجد میں اعلانات شروع ہو گئے، جن کی وجہ سے یمنکروں مسلمان قبرستان میں جمع ہو گئے اور مسلمان قادریوں نے کہا کہ ہم مظلوم بن کر پولیس اور قادریانیوں کے مظالم برداشت کریں گے، لیکن علماء نہیں بنیں گے۔ ضلع جہنگیر کی انتظامیہ کو بھی دو لوگ الفاظ میں کہا گیا، نتیجہ یہ لکلا کہ قادریانی اپنی میت کہیں اور لے گئے۔ اس طرح مسلمانان علاقہ اپنے اتحاد و اتفاق کی وجہ سے مطالبه منوانے میں کامیاب ہو گئے۔ اگلے دن یکم اکتوبر کو چک مذکور کی مسجد میں چک اور رمضانقات کے مسلمان جمع ہو گئے اور انہوں نے ضلعی انتظامیہ سے مطالبه کیا کہ:

۱: ... قادریانیوں کا قبرستان الگ کیا جائے۔

۲: ... قادریانی اپنی عبادت گاہ کی شکل و پیٹ تبدیل کریں۔

نیز طے ہوا کہ ہر ماہ کی کم تاریخ کو چک مذکور میں اہل علاقہ جمع ہوں گے اور ۵ ارتاریخ کو

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبليغی اسفار

دارالعلوم مدینہ بہاولپور میں حاضری: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد (اسلامیہ یونیورسٹی) بن گیا تو شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کے حکم پر بہاولپور کے ماذل ناؤن بی میں مدرسہ کی بنیاد رکھی، جو دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ بن گیا۔ جس میں ہزاروں طلباء اساتذہ کرام سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ دارالعلوم مدینہ کی بنیاد مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوریٰ نے رکھی۔ مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری اور ہراں کے رہنے والے سرائیکی زبان کے معروف خطیب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر امبلیغین مولانا محمد شریف بہاولپوریٰ کے بنتیجے اور داماد تھے۔ دارالعلوم نڈو والہیار سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بخاریٰ، حضرت تھانویٰ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالرحمن کاملپوریٰ سمیت جید علماء کرام سے حضرت مفتی صاحب بہاولپور مجلس کے نائب امیر بھی ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضری ہوئی ان کے بھائی تاری فیض الرحمن کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی اور حضرت مفتی صاحب کے حکم سے ظہر کی نماز کے بعد طبا و اساتذہ کرام سے ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت پر خطاب کیا۔

آخر سے تدوید قادریانیت پر درک حاصل کیا اور مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہو گئے۔ گورنمنٹ اور لاہور میں مبلغ کی حیثیت سے گران قدر خدمات سراجامدیں اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صوبتیں برداشت کیں۔ بہاولپور میں جامعہ عبایہ تھا جو سرکاری

چک نمبر ۱/۳ میں مسلمانوں نے اپنے

قبرستان میں قادریانی کو دفن نہیں ہونے دیا: ۱/۳۰

ستبر کو ایک قادریانی عورت فوت ہوئی۔ قادریانیوں

نے اسے مسلمانوں کے قبرستان واقع چک نمبر

۱/۳۱ احمد پور سیال میں دفن کرنے کا پروگرام

بنایا۔ قبر بھی بنائی گئی جب اہل علاقہ عوام مسلمانوں

پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ: "اس امت کے لئے ابتلاء و آزمائش کا باعث اس امت کے علماء و مشائخ کے صاحبزادگان ہوں گے۔" شاہ بخاری کے تمام فرزندان گرامی اپنے نام کے ساتھ ان امیر شریعت لکھتے تھے۔ بات طے ہو گئی۔ حضرت پیر جی دامت برکاتہم کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ آج ان کی خدمت میں حاضری ہوئی، حقیقتی دیر قیام رہا، حضرت مولانا سمیح الحسن کی المناک شہادت زیر گفتگو ہی۔ اللہ پاک پیر جی کو صحت و عافیت سے نوازیں اور حضرت مولانا سمیح الحسن کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

نائب امیر مرکزیہ کی خدمت میں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر، سلسلہ نقشبندیہ کے معروف شیخ طریقت حضرت اقدس حافظنا صراحتین خاکوںی دامت برکاتہم کی خدمت میں ۵ نومبر کو ان کے دولت کدہ پر حاضری دی۔ حضرت والا نے آل پاکستان ختم نبوت کا نفرنس چناب گر کی عظیم الشان کامیابی پر مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا کہ الحمد للہ کا نفرنس کا اجتماع روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اللہ پاک نظر بد سے محفوظ فرمائیں۔ راقم نے حضرت کی خدمت میں کا نفرنس سے اگلے دن کے اجلاس کی کارروائی سے مطلع کیا کہ اگلے دن ۲۷ اکتوبر کو کا نفرنس کی منتظر کا اجلاس حضرت ناظم اعلیٰ صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں کا نفرنس کے انتظامات میں مزید بہتری لانے کے لئے غور و خوض ہوا، جس کی تفصیلات پہلے کسی شارہ میں آچکی ہیں۔ حضرت نائب امیر مرکزیہ نے ان انتظامات کی تجویب فرمائی اور ڈیروں دعاوں سے سرفراز فرمایا اور

مولانا پیر جی سید عطاء الحسین شاہ بخاری مظلوم کی خدمت میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری "کو اللہ پاک نے چار بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ بڑے فرزند ارجمند حضرت مولانا حافظ سید عطاء الحسین (ابو ذور، ابو معاویہ) بخاری تھے۔ دوسرے نمبر پر مولانا سید عطاء الحسن شاہ بخاری تھے۔ تیسرا نمبر پر مولانا حافظ سید عطاء المؤمن شاہ حسنی بخاری یہ تینوں حضرات وفات پاچھے ہیں نور اللہ مرادہم۔ چوتھے بیٹے مولانا سید عطاء الحسین شاہ بخاری دامت برکاتہم ہیں، جو پیر جی کے تعارف سے متعارف ہیں۔ بقول کے خطابات ان کے گھر کی اونڈی ہے۔ اللہ پاک نے چاروں بھائیوں کو اپنے والد محترم کا صحیح جانشین بنایا۔ شاہ جی کے فرزندان گرامی میں سے کسی نے اپنے نام کے ساتھ صاحبزادہ نہیں لکھا، حالانکہ آج کل صاحبزادہ کا لفظ بڑا اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ میں نے شاہ جی کے فرزند اکبر مولانا سید ابو ذر بخاری سے اس کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے جہاں اس لفظ کی اور کی قباحتیں بیان کیں دہاں یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ابا جی کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک صاحب آئے انہوں نے پوچھا شاہ جی یہ آپ کا صاحبزادہ ہے؟ تو ابا جی نے فرمایا نہیں یہ میرا بیٹا ہے، پھر اس نے صاحبزادہ کا لفظ کہا، جب تیری مرتبہ اس نے صاحبزادہ کا لفظ کہا تو شاہ جی نے ایک کتاب کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: حافظ جی وہ کتاب اخلاق اکیس تو میں نے کتاب اخلاق تو فرمایا کہ اس کا صفحہ نمبر ۵۶ نکال کر پڑھیں (وہ کتاب حضرت خواجہ محمد سیمان تونسوی کے ملفوظات پر مشتمل تھی) میں نے متعلقة صفحہ کھول کر

احمد پور سیال مسجد گزار مدینہ میں اور قادریانیوں کی سرگرمیوں کا توڑ پیش کریں گے۔ اس اجلاس میں مولانا غلام حسین، بریلوی کتب فکر کے مولانا عبدالقدوس اور قم نے خطاب کیا۔ احمد پور سیال میں علماء کرام کا اجلاس: حکم اکتوبر بعد نماز عصر جامع مسجد مفتی صاحب والی میں علماء کرام کا اجلاس مولانا سید عبدالرحمن شاہ امیر شہر کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں چک نمبر 5-L-3 کے واقعہ جس میں قادریانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ دفن کرنے سے روک دیا گیا کا خیر مقدم کیا گیا اور علماء شہر نے بھی اہل دینہ اور مضافات دینہ کو مکمل تعاون کا یقین دیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ: ا... قادریانیوں کا قبرستان الگ کیا جائے۔

۲:... ان کی ارتداودی اور خلاف قانون سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے۔ ۳:... قادریانی اپنی عبادت گاہ کی شغل و بیت مسجد کے طرز پر بنا کر عوام میں اشتغال پیدا نہ کریں، اجلاس میں شہر کے تین درجن سے زائد علماء کرام نے شرکت کی۔

اجلاس کی غرض و غایب احمد پور سیال مجلس کے رہنماء مولانا مفتی حبیب احمد شاہ نے بتائی۔ مولانا غلام حسین جنگ، مولانا قاضی احسان احمد کراچی اور راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے علماء کرام پر زور دیا کہ وہ ہر ہمیہ میں کم از کم ایک جمع ختم نبوت اور قادریانی عقائد پر پڑھائیں اور قادریانی مفہومات کا بائیکاٹ کرانے کی تلقین کریں۔ اجلاس سے فارغ ہو کر مبلغین ختم نبوت نے اپنے اگلے پروگرام کے لئے سفر کیا۔

بخاری الآخری ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۳۷ء چک نمبر R-10/6 تحریم فوری عباس میں رکھی، لیکن چھ ماہ کے بعد خیر خواہان کی رائے اور مصالح کی وجہ سے ارز و الجم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ فروری ۱۹۳۸ء فقیر والی میں شروع کیا پہلے مدرسہ کا تعلیم القرآن نام تھا، پھر اس کا نام مدرسہ قاسم العلوم تجویز کیا گیا اور ۲۱ افراد پر مشتمل مجلس شوریٰ متعین کی گئی۔ حضرت مولانا فضل محمد نے اس کا نظم و نسق دارالعلوم دیوبند کے مطابق رکھا، جیسے بانی دارالعلوم دیوبند قاسم العلوم والجیارات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے دارالعلوم کے لئے آنحضرت اصول متعین کے۔ بانی قاسم العلوم نے انہیں اصول بہتیگانہ کو قاسم العلوم کا وضو اسی قرار دیا۔ بانی مدرسہ کے اخلاص کی برکت سے قاسم العلوم دونوں میں کتب سے مدرسہ اور مدرسہ سے جامعہ کاروپ انتیار کر گیا اور اس کا شمارہ ملک بھر کے جامعات میں ہونے لگا اور دورہ حدیث شریف سمیت تمام اسماق ہونے لگے اور ملک کے نامور علماء کرام بحیثیت مدرس اور صدر مدرس کے نامور علماء کرام بحیثیت مدرس اور صدر مدرس خدمات سراجیم دینے لگے، بانی جامد اخلاص کا پیکر اور للہیت کا مظہر تھے۔ تا آنکہ حضرت مولانا ارجع الثانی ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۸۱ء اخترسال کی عمر میں اس دنیا سے رحلت فرمگئے۔ آپ کی نماز جنازہ دو مرتبہ ادا کی گئی۔ پہلی مرتبہ چشتیاں کے نامور عالم دین مولانا عبد العزیز اور دوسرا مرتبہ آپ کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ نے پڑھائی اور آپ کو رحمت خداوندی کے پروکیا گیا۔ آپ کے بعد جامعہ کے ہبھتیں مولانا محمد قاسم قرار پائے۔ مولانا محمد قاسم مدظلہ نے اپنی زندگی میں اپنے فرزند

سول اور فوج میں خدمات سراجیم دیں تاکہ ملک عزیز دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے کرپٹ حضرات سے حفوظ رہے۔ چنانچہ جامعہ کے فضلاء اہم شعبوں میں خدمات سراجیم دے رہے ہیں۔ راقم نے ۷ فروری کی رات جامعہ حنفیہ میں گزاری اور قاری صاحب مدظلہ کے روشن خیالات سے حفظ ہوتا رہا۔

جامعہ عربیہ فاروقیہ عارف والا میں: عربیہ فاروقیہ عارف والا میں اہل حق کی وہ دینی درگاہ ہے، جس سے محقق مسجد میں ہمارے مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعریؒ سال سے زیادہ عرصہ خطیب رہے۔ مولانا اشعریؒ وفات کے پچھے عرصہ بعد مولانا حافظ عبدالوهاب خطیب اور مدرسہ کے ہبھتیں کی حیثیت سے ادارہ اور مسجد کا نظام چلاتے رہے۔ مرعوم صرف عربیہ فاروقیہ کے ہبھتیں اور خطیب ہی نہیں تھے، بلکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بھی زعیم و امیر تھے، وہ اپنے ذیک میں جہاں اپنے مدرسہ کی رسید بک رکھتے تھے، وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رسید بک بھی ان کی سیف میں ہوتی تھی۔ جس میں مجلس کو دینے جانے والے عطیات کی رسید کاٹی جاتی اور وہ رقوم بعینہ مجلس کو پہنچائی جاتی، چند ماہ قبل مولانا عبد الوہابؒ کا انتقال ہوا۔ جائزہ اور بعد ازاں تعزیت کے لئے تو حاضری نہ ہو سکی، بہاؤ لگر جاتے ہوئے مرعوم کے فرزند گرامی اور ادارہ کے اساتذہ کرام سے ملاقات کی اور مرعوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔

جامعہ قاسم العلوم فقیر والی اہل حق کی قدیمی درس گاہ: مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی سابق ریاست بہاولپور کا قدیم مدرسہ ہے، جس کی بنیاد فاضل دیوبند عالم ربیٰ حضرت مولانا فضل محمد نے ۱۹۱۵ء

کا نظر سے کوہاٹ کہا دے نوازا۔ جامعہ حنفیہ بورے والا میں حاضری: جامعہ حنفیہ بورے والا کاسنگ بنیاد مولانا قاری محمد طیب حنفی نے اپنے تلاص رفقاء سمیت ۶ ستمبر ۱۹۸۶ء میں رکھا، جو دیکھتے ہی دیکھتے ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے جامعہ کی شکل اختیار کر گیا۔ جامعہ قدیم وجدید کا حسین امتحان ہے، جس میں تحفظ القرآن کے ساتھ ساتھ پر انحری کرائی جاتی ہے، تقریباً ہر طالب علم کا ذریعہ گھنڈاں کے لئے لیا جاتا ہے۔ درس نقاوی کی تعلیم کے لئے مول پاس طلباء کو لیا جاتا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے مطابق اولیٰ، ثانی، ثالث، رابع، خامس، سادس، عالیہ اور عالیہ کے ساتھ نویں کلاس سے بے اے تک عصری تعلیم دی جاتی ہے۔ درس نظامی کے امتحانات وفاق المدارس العربیہ کے تحت، میڑک اور ایف اے کے امتحانات میانہ بورڈ کے تحت، جبکہ بی اے کا امتحان بہاؤ الدین ذکر یابی نیورٹی میانہ کے تحت دلایا جاتا ہے۔ بانی جامعہ روشن خیال عالم دین ہیں، ان کی الہیہ محترمہ خیر العالما، حضرت مولانا خیر محمد جاندھریؒ کی پوتی، مولانا محمد شریف جاندھریؒ کی بیٹی، مولانا قاری محمد عینیف جاندھریؒ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی ہمیشہ تھیں۔ چند سال قبل ان کا انتقال ہوا۔ مرعوم نے جامعہ سے متصل "مہرۃ المسالات" کے نام سے پیچوں کے لئے اس وقت مدرسہ قائم کیا، جب بنات کے مدارس خال خال ہوتے تھے۔ مرعوم نے انتہائی محنت کے ساتھ یقیناً گوں پیچوں کو دینی تعلیم کے زیر سے آرائتے و پڑھاتے کیا۔ قاری صاحب مدظلہ کی خواہش یہ ہے کہ ہمارے جامعات کے فضلاء عدیہ انتظامی،

من، وہن کی قربانی پیش کر کے عشق رسول کے ساتھ والہانہ عقیدت کا ثبوت دیں گے۔ اگلے چک کی جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالواحد فاضل جامعہ باب العلوم کہروڑ پاک ہیں۔ متحرک اور فعال نوجوان عالم دین ہیں۔ مولانا محمد ویم بھی اسی چک کے رہائشی اور جامعہ باب العلوم کہروڑ پاک کے فاضل ہیں۔ زمیندار آدمی ہیں۔ اہل حق کے میزبان ہیں۔ رقم نے بھی رات کا قیام انہیں کے ذیرہ پر کیا۔

خطیبہ جمعہ: جماعتہ المبارک کا خطیبہ جامعہ حمادیہ مردوٹ کی جامع مسجد میں دیا۔ جامعہ حمادیہ کے نام سے مولانا محمد منشاو نے مردوٹ میں مدرسہ قائم کیا۔ مولانا محمد منشاو بہادر عالم دین تھے ایک دور تھا کہ مردوٹ کی منڈی میں قادریانی اتنے پاور فلی تھے کہ ان کے آئے بغیر منڈی میں بولی نہیں لگتی تھی۔ موصوف کی محنتیں رنگ لا کیں کہ اب مردوٹ کی منڈی میں قادریانیوں کا نام و نشان نہیں۔ شیزاد کے ٹرک آتے تھے۔ مولانا مردوم نے فرمایا کہ اب کوئی ٹرک نہیں آئے گا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شیزاد کا ٹرک ایم پی اے لے کر آیا۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ ٹرک میری لالش پر سے گزر کر شہر میں آسکتا ہے۔ چنانچہ وہ دن جائے آج کا دن آئے شیزاد کا واخلمہ بند ہے۔ مولانا مردوم نے حمادیہ کے نام سے مدرسہ بنایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند قادری محمد اکرم کے اہتمام میں چل رہا ہے۔ قاری محمد اکرم ہی اہل حق کے میزبان ہوتے ہیں۔ مندرجہ بالاتم پروگرام ان کی گرفتاری میں ہوئے۔ جماعتہ المبارک کے اجتماع میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور تحفظ ناموس رسالت پر بیان ہوا۔ ☆☆

ہیں۔ عبدیت و فنایت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ انہوں نے ہارون آباد فقیر والی روڈ پر مدرسہ تعلیم الاسلام اشرفیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ مجلس کے خود دو کالاں سے یکساں محبت فرماتے ہیں۔ ۸ نومبر ظہر کی نماز کے بعد ان کے ادارہ سے بُنگ مسجد میں رقم کا "ناموس رسالت اور اس کے قانون" کے متعلق بیان ہوا۔ اس مدرسہ میں ہمارے جامعہ باب العلوم کہروڑ پاک کے فاضل مولانا خالد محمود وٹو تدریس کے فرانپش سراجام

دوے رہے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی اور اگلے سفر پر فقیر والی روانہ ہو گئے، اس سفر میں مولانا محمد ویم کے معاون تھے۔ مولانا محمد ویم میں اپنی پوری زندگی وقف کردی۔ قادریانی قیادت کو قریب سے دیکھا اور قادریان میں رہنے کے باوجود داکن بچا کر رہے۔ قادریانیت پر انہیں کمل عبور حاصل تھا، انہوں نے عمر مزرا، ایک پیشگوئی جو پوری نہ ہو سکی سمیت بیسیوں مضماین تحریر فرمائے۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کی لاہبری میں قادریانیت اور روز قادریانیت پر مشتمل کتب علمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی لاہبری کی زینت نہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں قادریانیت کی تردید میں بیسیوں مضماین تحریر فرمائے جو آپ کے ایک فرزند مولانا محمد احمد مجاهد جو ایک عرصہ تک علمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ناظم تھی رہے۔ قادریانیت کا پوسٹ مارٹم" کے نام سے شائع کئے۔ آپ کے فرزند ارجمند جتاب ثار احمد مظلہ اپنے والد محترم کی کاپی ہیں۔ ۸ نومبر ۲۰۱۸ء کو ان کے مکان پر ملاقات ہوئی اور کافی دیر مرحوم کی یادیں تازہ ہوتی رہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام اشرفیہ ہارون آباد: جتاب صوفی محمد اسلام مدظلہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے حلقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت ہی مرجان مرثی انسان

ارجمند مولانا مسعود احمد قاسم کو اہتمام پر در فرمادیا۔ مغرب کی نماز کے بعد جامعہ میں ناموس رسالت کے عنوان پر رقم کا بیان ہوا۔

بابutanج محمد کے فرزند سے ملاقات: بابutanج محمد نگور ضلع جاندھر کے رہنے والے تھے۔ ایک عرصہ تک قادریان میں اسکول تھیج رہے۔ قادریانیوں کی قیادت ان کی شاگردی میں رہی، پاکستان بننے کے بعد نگور سے ہجرت کر کے فقیر والی تشریف لائے اور صاحب فضل و مکال مولانا فضل محمد کے نے سایہ مدرسہ قاسم العلوم میں اپنی پوری زندگی وقف کردی۔ قادریانی قیادت کو قریب سے دیکھا اور قادریان میں رہنے کے باوجود داکن بچا کر رہے۔ قادریانیت پر انہیں کمل عبور حاصل تھا، انہوں نے

آدھ گھنٹہ بیان کیا۔ مذکورہ بالا چک میں قادریانی چند گھنٹے ہیں۔ مسلمان اور قادریانی خلط ملٹ ہیں۔ شادی و علی میں برابر شریک ہوتے ہیں اور مسلمانوں اور قادریانیوں میں کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا۔ یہاں قادریانی گستاخانہ عمارتیں بیان کر کے بائیکاٹ کی اپیل کی گئی اور مجلس کا لائز پر بھی تقسیم کیا گیا۔ یہاں ختم نبوت کے عنوان پر پہلی مرتبہ بیان ہوا۔

چک نمبر HR/315 میں بیان: عشاء کی نماز کے بعد بیان ہوا، اس چک کی مسجد کے امام و خطیب مولانا محمد شریف ہیں جو جامعہ باب العلوم کہروڑ پاک کے فاضل ہیں۔ دیوبندی اور احمدیہ کی مساجد میں صرف سڑک کا فاصلہ ہے۔ تمام احمدیہ حضرات نے پروگرام میں شرکت۔ در یہاں ناموس رسالت کے حوالہ سے بیان کیا گیا، تمام سائیں نے وعدہ کیا کہ اگر ناموس رسالت کے قانون کے ساتھ کوئی چھیڑخانی کی گئی تو ہم تن،

علمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کی

سکھر اور لار کا نہ میں تبلیغی سرگرمیاں

سومرو کے خصوصی بیانات ہوئے۔ حکمراں سے
گستاخان رسول کی سرپرستی سے باز رہنے کا
مطالبہ کیا گیا۔

۱۵ نومبر بعد نماز عشاء شاہی مسجد پر انا
سکھر میں تحفظ ختم نبوت کا انفراس مولانا جبیل احمد
لغاری کی زیر گرانی منعقد ہوئی۔ کافرنی میں
مولانا محمد حسین ناصر، قاری جبیل احمد بندھانی،
مولانا امان اللہ، قاری لیاقت علی مغل، خطیب
اسلام مولانا محمد اسماعیل شاہ کاظمی کے بیانات
ہوئے۔ الحمد للہ کافرنی بھر پور کامیاب رہی۔

۷ اکتوبر بعد نماز مغرب جامع مسجد
پونوالی میں ختم نبوت کا انفراس مولانا خلیل الرحمن
کی زیر صدارت اور حافظ عبدالغفار کی زیر گرانی
منعقد ہوئی۔ کافرنی میں شاہین ختم نبوت

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا قاضی
احسان احمد، مولانا محمد حسین ناصر، مفتی محمد مظہر
شاہ، مولانا محمد اظہر، مولانا سعد احمد سومرو، مولانا
طارق محمود سومرو کے بیانات ہوئے۔ کافرنی میں
کامیاب کرنے میں قاری عبدال قادر چاجڑا، غلام
شیرین، حافظ محمد ایاز شیخ، مولانا فہد علی اور بشیر احمد
نے بھر پور تعاون کیا۔ مولانا غلام اللہ ہائجوی،
مولانا محمد صالح انڈھڑ، مولانا عبد الجباران نے
بھر پور سرپرستی کی۔

۱۸ اکتوبر بعد نماز ظہر حضرت مولانا
قاضی احسان احمد کا تفصیلی بیان جامعہ اشرفیہ
سکھر میں قاری جبیل احمد بندھانی کی سرپرستی

کرنے میں مولانا محمد یوسف سومرو، مولانا
عبد الباسط بروہی، مولانا عبدالصمد، عبدالفتاح
نے بھر پور محتت کی۔

۱۲ اکتوبر مغرب تا عشاء مدرسہ جامعہ
اسلامیہ دار القرآن مدینی قبر میں تحفظ ختم نبوت
کو رس مولانا عبد العزیز عباسی کی زیر گرانی اور
مولانا عبدالجیب یزیر شریف والوں کی سرپرستی
میں ہوا، جس میں مولانا محمد حسین ناصر، مولانا
مفتی محمد راشد مدینی، مولانا قاضی احسان احمد نے
یقین رکھ دیے۔ الحمد للہ! بھر پور حاضری ہوئی۔
کو رس کو کامیاب کرنے میں صاحبزادہ مولانا
عبد الناصر یزیر والے، صاحبزادہ قاری
عبد الخیث، مبلغ لائز کا نہ حافظ ظفر اللہ سندھی نے
بھر پور محتت کی۔

۱۱ اکتوبر بعد ظہر جامعہ اسلامیہ اشاعت
القرآن میں مولانا قاضی احسان احمد کا بیان ہوا،
انہوں نے طلباء کو ختم نبوت سے متعلق ضروری
عقائد ہن نشین کرائے۔

۱۰ اکتوبر بعد نماز عشاء دادوالی روڈ شکار پور
شہر میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کا انفراس ہوئی،
جس میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد حسین
ناصر، مولانا ظفر اللہ سندھی، مولانا محمد طیب میکھو،
مولانا ناصر خالد محمود سومرو کے بیانات ہوئے۔

سکھر (حافظ محمد اولیس سعید، محمد
عذر گجر) ۹ نومبر علمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر
عبد الباسط بروہی، مولانا عبدالصمد، عبدالفتاح
نے بھر پور محتت کی۔

جمعیت علماء اسلام سکھر کے زیر انتظام پریم
کورٹ کے فیصلے کے خلاف مدرسہ منزل گاہ سے
پرلس کلب تک احتجاجی مظاہرہ، پرلس کلب پر
چکن کر مولانا محمد حسین ناصر، مولانا مشتی سعود
فضل، مولانا محمد صالح انڈھڑ، مولانا عبداللطیف
ود گیر علماء کرام کے بیانات ہوئے۔

۱۰ نومبر بعد نماز عصر حاجی گوٹھ نزد
شکار پور میں عظیم الشان ختم نبوت کا انفراس
ہوئی، جس میں مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین
ناصر اور مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کے
تفصیلی بیان ہوئے، حکومت اور عدالت کے
فیصلوں پر سخت تقدیم کی گئی۔

۱۱ اکتوبر بعد ظہر جامعہ اسلامیہ اشاعت
القرآن میں مولانا قاضی احسان احمد کا بیان ہوا،
انہوں نے طلباء کو ختم نبوت سے متعلق ضروری
عقائد ہن نشین کرائے۔

۱۰ نومبر بعد نماز عشاء دادوالی روڈ شکار پور
شہر میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کا انفراس ہوئی،
قادیانیت پر تفصیلی بیان کیا اور آسیہ ملعونہ کی
سرزائے موت کا مطالبہ کیا۔ کافرنی کو کامیاب

نواب شاہ (قاری عبد اللہ فیض) عالیٰ
مجلس تحفظ ختم نبوت دوڑ کے زیر اہتمام مورخہ

۱۳ نومبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ دینی میرج بال روڈ
شہر میں تحفظ ختم نبوت رسالت ختم نبوت سیمنار کا
انعقاد حضرت قاری جبیل احمد صاحب کی زیر
صدارت کیا گیا۔ سیمنار کی کارروائی سے

پہتر تریباً ذہائی بجے شروع ہوئی۔ سیمنار کا
آغاز حافظ حسین احمد نے تلاوت قرآن کریم
سے کیا، حافظ محمد نعیان جبیل نے حمد و نعمت کا ہدیہ
پیش کیا، جبکہ اسٹچ سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد
احمد جبیل نے سرانجام دیئے۔ عالیٰ مجلس تحفظ ختم
نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا جبل حسین
صاحب نے بیان فرمایا۔ ان کے بعد مرکزی
راہنماء حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب
نے خطاب فرمایا، انہوں نے حالات حاضرہ
سے متعلق امت مسلمہ کی ذمہ داری کا تذکرہ

کرتے ہوئے مستقل کام کرنے کی لگردالائی۔
آخر میں مناظر ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد
راشد مدینی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت اور
حیات حضرت سیدنا علیؑ پر تفصیل خطاب فرمایا
اور دعا کرائی۔

سیمنار میں شہر کے علماء کرام، ڈاکٹر،
انجینئرز اور اسکول و کالج کے ماسٹرز اور پروفیسر و
تاجر حضرات نے شرکت کی۔ مدرسہ دارالعلوم
عہدیہ دینی بنگلوز سوسائٹی دوڑ کی طرف سے
سیمنار کے انتظام پر شرکا کے لئے ریزیشن ٹکٹ کا
انتظام بھی کیا گیا اور جماعت عالیٰ مجلس تحفظ ختم
نبوت کا لڑپچھل بھی تقسیم کیا گی اور تماز عصر بھی ہال
میں حضرت قاری جبیل احمد صاحب کی اقتداء میں
ادا کی گئی۔

جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ختم نبوت کا نفرس، قاضی احمد

نواب شاہ (قاری عبد اللہ فیض) عالیٰ
مجلس تحفظ ختم نبوت و جمیعت علماء اسلام کے
زیر اہتمام مورخ ۱۳ نومبر ۲۰۱۸ء بروز منگل
بعد نماز عشاء بمقام مرکزی جامع مسجد قاضی
امحمد حضرت حافظ حزہ علی صاحب مہرگی سرپرستی
میں "ختم نبوت کا نفرس" کا انعقاد کیا گیا۔
کا نفرس کی صدارت حضرت مولانا عزیز احمد
عمرانی صاحب نے کی اور گرانی حضرت مولانا
احسان اللہ صاحب (امیر الال تعالق قاضی
احمد) نے کی۔ کا نفرس کا آغاز حضرت قاری
سراج احمد جونو صاحب نے تلاوت قرآن
کریم سے کیا، حافظ قرالدین عمرانی صاحب
اور حافظ عبدالقیوم صاحب بوزدار نے ہدیہ
نعمت پیش کیا گیا۔

مولانا محمد خالد صاحب جونو، عالیٰ مجلس
تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا جبل
حسین صاحب، عالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کرپی
کے مرکزی راہنماء حضرت مولانا قاضی احسان
احمد صاحب، عالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم
یارخان کے مرکزی راہنماء مناظر ختم نبوت
حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدینی صاحب،
حضرت مولانا ظلیق الزمان صاحب کو رائی اور
حضرت مولانا صبغۃ اللہ صاحب جوگی نے
خطابات فرمائے اور دعا فرمائی۔ اللہ پاک اس
پروگرام کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا
فرمائے اور ہم سب کے لئے ذخیرہ آخرت
ہائے۔ آمین۔

تحفظ ناموسی رسالت ختم نبوت سیمنار دوڑ

میں ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے طلبہ کو
عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قاریانی تذکری
شرائیگزیوں سے خبر دار کیا۔ بیان میں جامد کے
اساتذہ کرام مفتی محمد شفیع، مفتی محمد صفویان، مولانا
امداد اللہ، مولانا محمد اظہر لغاری، مولانا
عبدالباسط، مولانا محمد یاسین و دیگر نے بھرپور
توجہ اور روچپتی کا اظہار کیا۔

۱۸ نومبر بعد نماز مغرب حضرت آباد نیو سکھ
میں ختم نبوت کا نفرس ہوئی۔ جس میں مولانا محمد
حسین ناصر، مولانا قاضی احسان احمد، حافظ خادم
حسین شربلوج کے بیانات ہوئے۔ حاجی المداو
الله بخشحوٹ نے ہدیہ نعمت پیش کیا۔ علماء کرام نے
آسیہ مسیح کو سزاۓ موت دینے کے لئے ہائی
کورٹ کے فیصلہ پر عمل درآمد کا مطالبہ کیا۔
کا نفرس کو کامیاب کرنے میں فقیر عبدالحید مہر
نے بھرپور محنت کی۔

۱۸ نومبر بعد نماز عشاء آدم شاہ کالونی
سکھ میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کا نفرس
حضرت مولانا عبید اللہ انصاری کی زیر گرانی
منعقد ہوئی۔ کا نفرس سے قاری لیات علی مغل،
مولانا سید حبیب اللہ شاہ، مفتی عبدالرحیم، مولانا
محمد حسین ناصر، مولانا قاضی احسان احمد نے
خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالیٰ مجلس تحفظ ختم
نبوت، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے
جدوجہد کرنے والی عالمگیر جماعت ہے جو
مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ اور قادر یانیوں کو
دعوت اسلام دے رہی ہے۔ کا نفرس کو کامیاب
کرنے میں مولانا عبید اللہ انصاری کے ساتھ
مولانا مفتی محمد الدین مہر و دیگر حضرات نے
بھرپور تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام معاد نہیں کو خوب

مدظلہ نے تھاریک ختم نبوت اور امت مسلم کی اور ۱۹۸۳ء پر مفصل روشنی ڈالی، پروگرام کے مظہرین، امام و خطیب جامع مسجد مولانا امان اللہ بلوچ اور پیر و مرشد حضرت مولانا قاری محمد یوسف اور کزالی تھے۔ مظہرین نے تمام شرکاء کو کورس کے لئے ایک کتاب "برکات ختم نبوت" اور لیٹرچر کا اہتمام کیا، جس میں علاقہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور شرکاء کو انعامات سے نوازا گیا۔ پروگرام کا اختتام مہمان خصوصی قاضی نیب الرحمن صاحب کی موجودگی میں مولانا عبدالحی مطہر مبلغ ختم نبوت کی دعا پڑھا۔

☆☆☆

آپ نے "عقیدہ ختم نبوت اور امت مسلم کی ذمہ داری" کے عنوان سے تفصیلی خطاب کیا اور تمام مجمع کو کورس میں بھرپور شرکت کی دعوت دی۔ کورس کا دورانیہ بعد نماز عشاء ایک گھنٹہ رکھا گیا تھا، پہلے دن عشاء کے بعد مسلم ضلع ملیر مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے "مجتب نبوی اور آپؐ کی امت مسلمؐ" کے بارے میں فکر مندی پر بیان کیا۔ دوسرے دن ۷ ارنومبر پورا گھنٹہ مولانا عبدالحی مطہر نے "قادیانیت کے وجہ و فریب" پر اظہار خیال کیا اور قتنہ گوہر شاہی کے حوالہ سے عوام الناس کو خوب آگاہی فراہم کی۔ تیسرا روز ۱۸ ارنومبر کو استاذ العلماء، حضرت مولانا قاضی نیب الرحمن

سیرت خاتم الانبیاء کا نفرنس شہداد پور نواب شاہ (قاری عبداللہ فیض) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شہداد پور کے زیر اہتمام مورخ ۲۲ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء، مقام مجتبی گارڈن بالا چوک شہداد پور میں شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم صاحب اور جناب غلام قادر کیریو صاحب کی صدارت میں "سیرت خاتم الانبیاء کا نفرنس" کا انعقاد کیا گیا۔ کا نفرنس کا آغاز قاری محمد عثمان صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے کیا، حافظ معاذ یونس، حافظ ابو بکر، حافظ عبدالستین اور حافظ اسماء رشیدی نے ہدیہ نعمت پیش کیا، جبکہ اٹھجی سکریٹری کے فرائض حضرت مفتی محمد اسلام صاحب شاکر نے انجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا جبل حسین صاحب نے خطاب کیا۔ ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی رہائنا حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے خطاب فرمایا، بعد ازاں استاذ العلماء مناظر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب ٹالنی نے خطاب فرمایا اور آخر میں ولی ابن ولی مرشد المودین حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ غلیل احمد صاحب نے دعا فرمائی۔ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹرچر بھی تقسیم کیا گیا۔

تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس ملیر (مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ) تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس محمد مسجد حاجی دادر جیم گوٹھ ملیر میں منعقد ہوا۔ کورس کا آغاز ۱۶ ارنومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کے جمعہ کے خطبہ سے ہوا، جس میں

ضروری اعلان

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر، فضل اور احسان ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان "ہفت روزہ ختم نبوت کراچی" کی مسلسل اشاعت کے ۲۷ سال کامل ہو چکے ہیں۔ اس پر ادارہ اپنے مهزوز قارئین کی مجتب، دلچسپی، تعاون اور سرپرستی کا تہذیب سے معترف اور شکرگزار ہے۔ ہم اپنے قارئین سے ایک بات عرض کرنا چاہتے ہیں، جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں گزشتہ کئی سالوں میں مہنگائی کی وجہ سے ہر چیز کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے، لیکن ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کی قیمت میں تقریباً اس سالوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ لیکن اب حالات کی وجہ سے اس قیمت کو برقرار رکھنا ادارہ کے لئے انتہائی مشکل ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ کیم جنوری ۲۰۱۹ء سے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کی قیمت فی شارہ ۱۵ روپے اور زر سالانہ ۲۰۰ روپے کیا جا رہا ہے۔ ہم اپنے قارئین سے بجا طور پر یہ توقع اور امید رکھیں گے کہ اس اضافہ کو قبول کر کے ادارہ کے ساتھ حسب سابق اپنا تعاون و سرپرستی مزید بڑھائیں گے۔

محمد انور رانا، سرکوشش نیجر

گراہوں کو راہ یاب اور روحانی میریخنوں کو
شفایا ب کیا۔ رشد و اصلاح اور فوز و فلاح کے
طلبگار آپ کے پشمہ فیض سے اپنے دامن بھر جو
کر لے گئے، بے نمازی نمازی بن گئے، حرام کی
راہوں پر چلنے والے حلال کی طلب میں لگ گئے،
بے پردہ خواتین پردہ نشین بن گئیں، گرفتاری اور
عربیانیت سے پاک ہو گئے اور یہ سب کچھ اللہ
والوں کی تائیر سے ہوتا ہے۔

میرے مریبی و شیخ حضرت مولانا سعید احمد
حلال پوری شہید قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ:
آدمی جب کامل انسانوں میں بیٹھتا ہے تو انسان
بنتا ہے۔ آج ہم نے الہ اللہ کی مجلس کو چھوڑا ہوا
ہے، نہ ہمیں انسانیت کا پتہ چلا ہے اور نہ ہی
انسانی اخلاق ہمارے اندر ہیں، اسی لئے ضرورت
اس بات کی ہے کہ اللہ والوں کی صحبت اختیار
کریں، جس کا حکم اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن
کریم میں ان آیات میں دیا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
أَمْنَتُمُ الْقُوَّاْلَهُ وَكُنُوتُمُ الْمَادِقِينَ"
...."اے ایمان والوا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور چے
لوگوں کی معیت اختیار کرو۔" اور چچے لوگوں کی
معیت میں جہاں یہ شامل ہے کہ ان کی مجلس
اختیار کریں، وہاں یہ بھی ہے کہ ان کے مواعظ اور
ان کے ملحوظات کو پڑھیں اور ان پر عمل کریں۔
اللہ تعالیٰ جزاۓ خیر دے آپ کے متولین کو
جنہوں نے آپ کے مواعظ کو بڑے سلیقہ اور عمدہ
انداز میں جمع کیا ہے۔

یہ کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ کاغذ عمدہ
اور دوکٹر میں ہے۔ کتابت، طباعت اور
جلد بندی اعلیٰ معیار پر ہے، کتاب پڑھنے سے
تعلق رکھتی ہے۔ ☆☆

نیصرہ کتب

نوٹ: تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نئے ارسال فرمائے جائیں۔ (ادارہ)

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

برکات تحفظ ختم نبوت

مع اقوال تحفظ ختم نبوت

ترتیب: محمد رضوان قاسمی۔ صفحات: ۲۵۶۔
قیمت: ۳۰۰ روپے۔ ناشر: مکتبہ فیض القرآن،
جامع مسجد عائشہ صدیقہ، سکھری، منظور کالونی،
کراچی۔

کے کیا مقاصد ہیں؟ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا

قیام، ان کے بانیوں کا تعارف اور اس جماعت کا

معنی اور نصب اصلیں کیا ہے؟ یہ سب مختصر اور دل

نشیں انداز میں اس کتاب میں درج کر دیا گیا

ہے۔ مقولہ مشہور ہے کہ: "واقعات سے نظریہ بنتا

ہے اور دلائل سے عقیدہ بنتا ہے۔" اس لحاظ سے

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا وہ عقیدہ ہے جس

پر پورے اسلام کی بنیاد کھڑی ہے۔ اگر یہ عقیدہ

کسی مسلم فرد کا نہ رہے تو اس کے اسلام کی پوری

عمارت منہدم ہو جاتی ہے، پھر اس کی نہ نماز نماز

ہے اور نہ روزہ روزہ ہے، نہ زکوٰۃ قبول ہے، نہ حج

قبول ہے اور نہ ہی کوئی عامی مسکنی قبول ہے۔ یہ

عقیدہ قرآن کریم کی ایک سو آیات، حضور

اکرم ﷺ کی دو سو دس سے زیادہ احادیث اور

صحابہ کرام ﷺ کے اجماع سے مبرہن و مدلل ہے

اور چودہ سو سال سے زائد عرصہ سے پوری امت

مسلم اس عقیدہ کی حفاظت کرتی آئی ہے، اس

عقیدہ کی حفاظت کرنے والوں نے کس طرح اس

کی حفاظت کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان

کی مدد کی، کیا انعامات ملے، انہیں کیا بشارت

ہوئیں، علامے امت نے اس عقیدہ کے تحفظ

کرنے والوں کے بارہ میں کیا کہا؟ یہ سب کچھ

اس کتاب میں آپ کو ملے گا۔ اسی طرح بر صغیر

میں یہ فتنہ قادیانیت کس طرح وجود میں آیا؟ اس

فتح البار

افادات ناصح الامت حضرت مولانا حافظ

ابرار الحنفی صاحب کلینوی۔ صفحات: ۳۸۳۔

قیمت: درج نہیں۔ ناشر: خانقاہ عارفی، بی۔ ۷۰،

بلاک: ۱۱، نزد شاداب مسجد، گلبرگ کراچی۔

حضرت مولانا حافظ ابرار الحنفی کلینوی نو۔

اللہ مرقدہ، عارف بالله حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ

قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے، جنہوں نے اپنے

مواعظ حسنہ اور اخلاقی فاضل سے بہت سارے

تعلق رکھتی ہے۔ ☆☆

امت نے عقیدہ حتم نبوت کے تحفظ میں کمھی سستی کا مظاہرہ نہیں کیا

پانچویں سالانہ ختم نبوت کا نفرس منظور کالوئی سے حضرت مولانا اللہ و سایا مذکولہ کا خطاب

رپورٹ: مولانا محمد رضوان

نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجتماعات میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلائی پرناز ہے۔ میں مسئلہ ختم نبوت کو سمجھانے، اس کی نزاکت و اہمیت کو اجاگر کرنا مقصود ہوتا ہے، ہر امتی کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق معلومات حاصل کرنا ضروری ہے۔ ہمارے بیارے نبی کی سیرت طیبہ اگر صدق دل سے قادریٰ حضرات پڑھ لیں تو اسی مجلس میں مرزا غلام احمد قادریٰ پر لعنت بھیج کر خلائی رسول کا ہار گلے میں جایلیں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نبی کو چھوڑ کر اور آپ سے بغاوت کر کے مرزا قادریٰ کو ماننا مغلنڈی نہیں۔

کافرنیس میں جمعیت غرباء الحدیث کے سیاسی مشیر ڈاکٹر عامر عبداللہ تھمی، جامعۃ السعید کے سیمہتمم مولانا مشیح محمد سعید اکاڑی مدظلہ، پیر طریقت حافظ عبدالقیوم نعیانی مدظلہ، مولانا قاری اللہ قادری مدظلہ، شیخ محمد احسن سلفی، مشیح سلیمان یاسین، جامد عوری ناؤں کے استاذ الحدیث مشیح محمد زیب مدظلہ، جماعت اسلامی کے رہنماء جناب زاہد سعید، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ، مشیح محمد الیاس، مشیح منور علی شاہ، چیخری میں ملک شاہ نواز اعوان، مولانا شرید احمد عظیٰ، مولانا قاری شبیر احمد عثمانی مدظلہ، مولانا محمد اشرف جاندھری، مولانا شفیع الرحمن، مولانا حشمت اللہ خان، مولانا مسعود الرحمن و دیگر علماء کرام اور عوام انسان کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ کافرنیس کی کامیابی کے لئے جن دوست احباب نے جس انداز میں کوشش فرمائی اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور شفاقت نبوی کے حصول کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔

ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلائی پرناز ہے۔ بریلوی مکتبہ فکر کے عالم دین، جمیعت علمائے پاکستان کے مرکزی راجہماعاً مقدم قاضی احمد نورانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کامیاب زندگی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی پر عمل کرنے میں ہے۔ گرفتاریاں، جیل، احتکاریاں ہمیں تحفظ ختم نبوت کے مش میں خوفزدہ نہیں کر سکتیں، ہم بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے رہیں گے۔

علمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام پانچویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کا نفرس مرکزی جامع مسجد غفاریٰ راشدین منظور کالوئی میں ہوئی۔ کافرنیس کی کامیابی کے لئے علماء کرام کے اجلاس، خطبہ جمعہ میں اعلانات، شہر کے مختلف مقامات پر اشتہارات اور پینا فلکس آؤریاں کے گئے۔ معززین علاقہ، اسکول ماکان، مختلف شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب کو دعوت دی گئی۔

۲۳ نومبر ہر روز جمعہ اعدماز عشاء کافرنیس کا آغاز ہوا، اٹچ سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد بلال، مولانا محمد شعیب، مولانا کاظم اللہ نعیان اور رقم نے سرانجام دیئے۔ کافرنیس کا آغاز زینت القرآن قاری محمد اکبر ماکنی نے اپنی خوبصورت آواز سے کیا۔ بدیع نعت رسول مقبول کے لئے معروف شاخواں مولانا حافظ عبدالقادر اور عبداللہ عبدالقادر کو دعوت دی گئی۔ کافرنیس سے خطاب کرتے ہوئے شاہزادی ختم نبوت مولانا اللہ و سایا مذکولہ نے فرمایا کہ اس امت نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں کمی سستی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ آج پھر جان ثاران ختم نبوت کو بیداری کی ضرورت ہے۔ ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کی باتیں ہو رہی ہیں۔ آیہ ملعونہ کو رہا کر کے حکومت گتائیخ رسول کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ آیہ ملعونہ کی رہائی کا فصل اپنے مغربی آقاوں کو خوش کرنے کے لئے تھا، اگر ان حکمرانوں کو اپنے عبدے و منصب پر ناز ہے تو

خطبکام اسلام مولانا محمد الیاس گھسن مدخلہ

شمارہ ہبھوکوں

6 روزہ

جامع مسجد قوسین گلشن منیر نزد جمعہ گوہ ملیر 15 کراچی

27 دسمبر 2018
مسجد عمارت
شہر گوہر شاہی
مکتبہ فتح عالم

26 دسمبر 2018
مسجد عمارت
پہنچ اور فتنہ حمل

25 دسمبر 2018
مسجد عمارت
فیروزش مسیں

28 دسمبر 2018
مسجد عمارت
مولانا مختار
حیدر قاسم

29 دسمبر 2018
مسجد عمارت
مولانا مصطفیٰ
محمد حلقہ

30 دسمبر 2018
مسجد عمارت
مولانا غنیٰ
محمد حمدان

30 دسمبر 2018
عقیدہ حیاتی
عین الدار

28 دسمبر 2018
مسجد عمارت
مولانا عبیدی
احسان احمد

29 دسمبر 2018
مسجد عمارت
مولانا فرضیہ
حسن

31 دسمبر 2018
خطبہ علامہ عاصمہ علیم بیوی
حضرت مولانا احسان احمد
قاضی احمد

31 دسمبر 2018
خطبہ علامہ عاصمہ علیم بیوی
حضرت مولانا عبیدی
احسان

31 دسمبر 2018
خطبہ علامہ عاصمہ علیم بیوی
حضرت مولانا فرضیہ
حسن

نیڑا ہئام : عالمی مجلس تحریف ظریحہ قم نبوست
حلقه ملیر

رائے: 0333-3137331 - 0334-2625594